



وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَكْثَرُ

مفت روزہ

مجلس احمدیہ کے دینی مرکز فاویان کا دینی تعلیمی اور تبلیغی ترجمان

ارشاد حضرت حاجی الحرمین حکیم مولانا نور الدین صاحب
خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

”میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن
مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام
نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ میں
خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ
بنایا ہے۔ جس طرح پر آدم اور ابوبکرؓ اور
عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔“
(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)



ادارہ تحریریں
ایڈیٹور: نور شہید احمد انور
نائب: بشارت احمد حیدر

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدر میں دکھلاتا ہے، تا مبالغہ کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی، غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پر نشان نہ ہو جائیں (یعنی اپنی وفات کی خبر ناقص) کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدر مستحکم کا دیکھنا بھی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی نظر میں



”آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما، اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔۔۔۔۔ پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔۔۔۔۔ جب میں مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔“

”تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنادیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔۔۔۔۔ دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑو اور توبہ کرو۔۔۔۔۔“ (بدر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵۴)

”اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنادیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حق دار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ سے بھی آگاہ رہو۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حق دار سمجھا خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔“

(بکدس ۴ جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

کتاب برکتیں خلافت میں ہیں

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثاني رضی اللہ عنہما

”اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج بونتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے۔ اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تاہم اگر اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو۔ اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیہ کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اس دنیا میں خدا سے قندوس کے کارندے بنیں۔“

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

خدا کی تقدیر مٹی کی تہی پر ہے۔ احمدیہ کے اس عظیم عالم کی انقلابی تہذیب کے چاروں گوشوں پر قبضہ نہیں

معلوم ہوتا ہے نئی صدی میں داخل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ جماعت پر ترقیات کے عظیم اشیانہ دروازے کھول رہا ہے۔

” (دشمن جمعۃ المبارک) کے تعلق میں بعض تہذیبوں کا ایمان افروز تذکرہ اور حمد و ثنا اور دعاؤں کی تحریکیت
Friday the 10th

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ۔ اشہادت ۶۶ شمس طابق ۱۰ اپریل ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مترجمہ ماکرم عبد الحمید دہلوی صاحب لندن

محضر اقدس نے تہذیب و تہذیب اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا :-

گزشتہ پیر کے روز جسے دو شنبہ بھی کہا جاتا ہے اور سووار بھی کہتے ہیں، شروع ہی سے صبح ہی سے، اللہ تعالیٰ نے مختلف خوشیوں کی خبریں دکھانی شروع کیں۔ خبر کے ساتھ ویسے تو سننے والے کا لفظ آتا ہے، مگر خوشی کی خبر دکھانا بھی ایک عوارہ ہے، یعنی اسے علم پورا ہوتے ہوئے، کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ نے یہ شخص، چھوٹی بھی تھیں اور بڑی بھی، مگر سب تاریخی نوعیت کی تھیں۔ مثلاً یوگوسلاویہ میں اگرچہ ایک لمبے عرصہ سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، کامیاب تبلیغ ہو رہی ہے۔ باہر آ کر بھی ان میں سے احمدی مسلمان بنتے رہے، اندر بھی۔ لیکن وہ سارے البانی (ALBANIAN) قوم سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اور سربو کروشن (SERBO-CROATIAN) جو وہاں کی بڑی قوم ہے، اور جن میں عیسائیت پائی جاتی ہے بڑی شدت کے ساتھ، یا اب و ہریت آئی ہے روس کے اثر سے۔ ان میں آج تک کوئی احمدی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ تو اس کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کہ

پیر کے روز صبح یہ خوشخبری ملی

کہ ولز کے ایک کیتھولک (CATHOLIC) عیسائی جو پادری بھی تھے، یا کم سے کم پادریوں کے ساتھ یہاں آئے رہے تھے اس سے پہلے۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دن بیعت کر کے سلسلہ عالمیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور چونکہ وہ پہلے ہی اپنی قوم میں سے، اور یہ ایک بہت بڑی اور اہم قوم ہے اس لئے یہ تاریخی نوعیت کی خوشخبری ہے۔

دوسری آئی سیم کی خوشخبری آئی لینڈ (ICE LAND) سے ملی۔ یعنی آئس لینڈ کی طرف سے ہے۔ مگر وہ خوشخبری ملی سکاٹ لینڈ، گلاسگو (SCOTLAND - GLASGOW) سے۔ گلاسگو میں ایک آئس لینڈ کے طالب علم پی ایچ ڈی (Ph.D.) کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہاں آنے کے بعد تعلیم کے دوران احمدیت کے نکتہ نگاہ سے اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ اور ان کے دل پر رفتہ رفتہ اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے خط لکھا، وہ پیر ہی کے دن یہیں، ایہاں کہ میں نے خوب تحقیق کے بعد احمدی مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے اور فوراً طور پر مجھ سے رابطہ کیا جائے۔ چنانچہ مبلغ کو اطلاع کی، وہاں گلاسگو میں، اور ان کی طرف سے بعد میں خوشخبری ملی کہ باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ عالمیہ میں داخل ہوئے۔

آئس لینڈ کو ہم نے غالباً ڈنمارک (DENMARK) کے پیر دیکھا تھا کہ کوشش کریں کہ آئس لینڈ میں پھر اسلام کا پھیل لے۔ لیکن باوجود کوششوں کے ڈنمارک سے وہاں کوئی بیعت نہیں ہو سکی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل سے پھیل بھیجا ہے۔ اور بعض دفعہ بالکل ہی انسانی کوشش کا کوئی دخل نظر نہیں آتا۔

تیسرے، پیر ہی کے روز ہمارے بہت ہی

ایک اہم پرچہ پیر کے روز کا افتتاح ہوا ہے

جو جدید ترین پیرس، جس کا بڑا ہی دیدہ و بینہ جماعت سے وعدہ کر رہا ہوں اور جماعت نے بہت ہی عظیم اشیانہ تاریخی قربانی بھی دی تھی۔ اس کے کمپیوٹر (COMPUTER) سیکشن کا

پیر (MONDAY) کے روز افتتاح ہوا۔ اور یہ تو انفرادی یا مجموعی بخا ہر خبری ہیں۔ مگر پیرس کی خبر چھوٹی نہیں۔ کیونکہ اس کا بہت ہی وسیع اثر پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس سے آگے اور زیادہ دلچسپ، اور زیادہ وسیع خوشی کی خبر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے تقریباً ڈیڑھ مہینہ پہلے

نیا تجزیہ سے ایک ایسے چیف کی بیعت کی اطلاع ملی

جو بڑی مخالف قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اور وہ چیف انہیں بلکہ چیفوں کے چیف ہیں۔ اور پیرس آئی اس (HIS ROYAL HIGHNESS) کہلاتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت چالیس چیفس (CHIEFS) ہیں۔ اتنے بڑے علاقے کے وہ شاہی خاندان کے فرد ہیں، ان کا رازہ سا خط بھی بلا جھانک اور ادب جو میں نے ٹائٹلس (TITLES) پڑھے تو میں حیران ہوا کہ یہ تو مارشل انڈرٹس اور ڈیوٹس والے آدمی ہیں۔ تو میں نے اسی وقت مبلغ کو نوٹ برائے اطلاع کرانی اور ایک جانے والے تھے، ان کے ہاتھ ”آلین اللہ بکاف عبد“ کی انگوٹھی بن کر تھمتے جگوائی۔ اور یہ پیغام دیا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مگر آپ کے آنے سے کوئی خوشی نہیں اتنی جتنا اس بات سے خوشی ہوگی کہ آپ اپنے شہر روم کو آگے اسلام کی خدمت میں استعمال کریں۔ اور لوگوں کے لئے رہنمائی کا موجب بنیں۔ وہ اس پر اتنا خوش ہوئے کہ انہوں نے اسی وقت چہرہ پر کیا کہ میں انشاء اللہ یہ کام کر لگا لیکن اپنے طریق پر۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ کریں۔

انہوں نے طریق یہ سوچا کہ بجائے اس کے کہ ایک ایک آدمی کی احمدی بناؤں، مسلمان بناؤں، اپنے برابر چیف ہیں ان کو کیوں نہ تسلیم کروں تاکہ تھوڑے بڑے علاقوں پر اثر پڑے چنانچہ انہوں نے تین اپنے ہم مرتبہ چیفس کو تبلیغ شروع کی اور پیر کے دن ”دو شنبہ“ ہے، مبارک دو شنبہ ایسے کہا جاتا ہے۔ اس دن

دو ایسے چیفس کی بیعت کی اطلاع ملی

جن کے تابع پالیس جوائنٹ چیفس ہیں۔ اور بہت وسیع علاقے پر یہ بات پھیلی گئی ہے۔ اور انہوں نے بہت بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اپنی سعادت کا اظہار کیا۔ مبلغ کو لے کے گئے۔ اپنا بیس (MACE) دکھایا ان میں سے ایک چیف نے۔ اور کہا کہ میرے پر تو اللہ کا عجیب احسان ہے کہ مجھے خورائے روشنی دکھادی۔ ورنہ ہم لوگ تو اندھروں میں رہنے والے تھے۔ زبانت سے سچ تر ہوتی چلی گئی۔ اسی پر مجھے خیال آیا کہ حضرت سچ موعود کو جو اہام ہوا تھا

”دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ“

وہ ہم پر تو آج ایک دفعہ پھر بولا ہو گیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ مجھے اس سے ایک اور خیال آیا، کہ ہم جو فرمائیلے دیئے تھے (FRIDAY the 10th) خدا تعالیٰ کی طرف سے جو بڑی نئی ایسے خداداد کھنڈ انداز کی خبر بنائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ خدا کی طرف سے تو کوئی شرط نہیں تھی کہ یہ انداز کی خبر ہے۔ اور جو چک دکھائی گئی ہے بار بار کی وہ ان کو دھوکے طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔ انداز کی بھی چک ہوتی ہے اور خوشخبریوں کی بھی چک ہوتی ہے۔

تو میرے دل میں یہ بات خدا تعالیٰ نے گاڑ دی کہ مجھے جو فریڈے دی ٹینتھ آئیوالا۔ یہ ہے۔ اس میں یا آئسٹنڈے دی فریڈے میں جماعت کے لئے ویسے ہی خوشخبری بہت بڑی دکھائی جاتی ہے۔ خیر اس انتظار میں اسی دن سے مجھے کچھ امید بندھی اور چونکہ مجھے کا دل اسلامی نقطہ نگاہ سے جماعت کا شروع غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے اور انگریزی کیلنڈر کے لحاظ سے چھ دن رات، بارہ بجے تک چلتا ہے تو جیسے امید اور تمنا ہو وہ کچھ جتنا ہے وقت کو دونوں طرف سے۔ اس لئے میں نے اس غمت میں اس امید میں کہ خدا خوشخبری دیکھائے، وقت لمبا ہو جائے اس میں زیادہ خوشخبریاں مل سکیں، اپنے طریقہ پر اندازہ لگایا کہ جماعت کا شروع غروب ہوتا ہے، انتظار شروع کروں گا اور پھر دیکھوں خدا تعالیٰ کب کئی خبر دکھاتا ہے۔

اس کے دوران منگل کے روز مجھے (HARTLEY Road) جانے کا اتفاق ہوا۔ اسے پہلے پرائم میں ہماری جماعت ہے جو ایک احمدی خاتون کی کرشمہ شول سے ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہ ساتھ۔ اور وہ چونکہ صرف خواتین میں تبلیغ کر سکتی تھیں اس لئے شروع میں صرف خواتین کی جماعت بنی شروع ہوئی۔ خواتین اور بچوں کی جماعت انہوں نے اپنے خاوند کو بھی تبلیغ کی یعنی تبلیغ بنایا۔ اور کچھ عرصے میں ان کے بچے کے دیکھے کہ شروع کی ہوئی بہت آگے بڑھ گئی اور نرم بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ ظاہرًا خوشحال ہیں بہت۔ اور ویسے ہی بات کرنی ان کے لئے مشکل ہے۔ لیکن وہ غیرت اتنی آگئی۔ پٹھان ہیں آخر، کہ انہوں نے کہا میں بھی بنا کے دیکھوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان کے خاوندوں کو بھی تبلیغ شروع ہوئی۔ وہ بھی شامل ہونا شروع ہوئے۔ وہ ایک فائدہ مند خاندان اس وقت جب میں وہاں آیا ہوں ۱۹۸۲ء میں اور اب وہاں خاندان کے فضل سے

دس خاندان احمدیہ کے قائم ہو گئے ہیں

ان میں سے خانہ ایک یا دو پاکستانی باہر سے آئے ہیں۔ باقی سب مقامی انگریز خاندان ہیں۔ تو منگل کے دن وہاں جاگہ ایک اور خوشخبری ملی جس کا پیر ہی سے تعلق تھا۔ اس سے پہلے ایک انگریز خاتون کا خط آیا تھا کہ میں احمدی ہو گئی ہوں لیکن میرے خاوند نہیں مانتے۔ اور ان کے متعلق ایک اور ذریعہ سے اطلاع ملی کہ اس کے لئے کافی پریشانی ہے۔ کیونکہ ان کے خاوند نے ہر ہمارا یہ وہ بیجاری خاتون سے بارہ سال مسلسل ان کی خدمت کی ہے وفات کے واقعہ اور فلاح اس سے بھی نہیں چڑھا۔ لیکن ان کے مسلمان ہونے کا ان کو اتنا حوصلہ پہنچا کہ انہوں نے طلاق کی دیکھی کہ اب میں میرا شہر نہیں کر سکتا تو ہماری تعلیم جو کچھ بہت مشکل ہے۔ میں ہر طرح سے حوصلے سے برداشت کر رہی ہوں لیکن تم مسلمان ہو جاؤ یہ نہیں ہو سکتا۔ ان کو میں نے دکھا کہ ان کو اسے کہ تو آؤ یہاں کہیں ان سے گوتہ نہ بنیاد ہو جائے وہ ہمارا احمدی بڑا ان کو اسے کہ آیا راتھ۔ اور گفتگو کے بعد مجھے کافی ان کے دل میں تبدیلی نظر آئی۔ کافی نرمی پیدا ہوئی خدا کے فضل سے۔ اب جب میں وہاں منگل کو گیا سوال جواب کی مجلس میں۔ تو انہوں نے مجھے خوشخبری بتائی کہ میں گزشتہ پیر کو، میں نے مسلمان ہو گیا ہوں اللہ کے فضل سے اور باقاعدہ فارم بیعت پر تخط کرنے والے ہیں وہ آج مجھ سے کہ وائیں۔ اور میں سوالیہ جواب کی مجلس میں ایک اور خاتون اپنے بچوں بہت، وہ بھی خاوند کے فضل سے احمدی ہو گئی۔ ان کی طلاق ہوئی تھی براں کچھ خاوند نہیں تھا۔ لیکن ایک اور شخص ہے ان کی دوسری شادی تجویز ہوئی تھی۔ وہ اب کو بھی ساتھ لے آئیں کہ اس کے کان میں یہی بات پڑے۔ پھر وہاں ایک مسلمان بھائی نے سوال فرمایا کہ۔ اور آج مجھے کے دن ان کی بیعت کا بھی اظہار ملی گیا ہے۔ خدا کے فضل سے۔

تو مسلسل خوشخبریوں پر خوشخبریاں اٹھتی ہیں۔ لیکن ایک سب سے بڑی خوشخبری ابھی آپ کو بتانا ہے وہاں باقی ہے۔

(۱۰ جمعہ المبارک)

جمعہ کا اتفاق FRIDAY THE 10 TH

ایک بہت بڑے مسلمان رہنما جن کا آئوین آریہ ہے کہ دروڑ مسلمان ان کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ انہوں نے کتب گھیں۔ بہت بڑے عالم دین، کئی زبانوں کے ماہر، اور بہت بارشور مسلمان ان سے کچھ عرصہ پہلے جو جماعت کی شام کو ملاقات ہوتی تھی لیکن یہ بھی عجیب

تھی کہ اللہ تعالیٰ کا کسی اور سے تائید ہونے ہوتے ہیں جب تک جمعہ شروع نہیں ہو گیا وہ ملاقات جو شروع نہیں ہوتی۔ میں اس کے سلسلے میں فکر مند تھا اس نقطہ نگاہ سے کہ یکطرفہ باتیں انہوں نے احمدیت کے متعلق کہیں ہو گئی۔ اور چونکہ ان سے ملاقات، اس نقطہ نگاہ سے بڑی اہم ہے کہ بہت بڑی تالیف کو ان کی کتاب میں اس طرح لکھا کہ احمدیت کا پیغام پہنچانے میں میں سہولت ہو جائے گی۔ اگر ان کے اوپر ایک اثر پڑے تو فکر مند تھا، مجھ بھی کی اور اس مجلس میں اپنے دوا احمدی مخلص عرب دوستوں کو بھی شامل کیا تاکہ ان کی بات کا بھی اچھا اثر پڑے۔ جب ہماری ملاقات شروع ہوئی تو عین سورج غروب ہوا جب، تو اس وقت اتفاق ایسا ہوا، اتفاق نہیں بلکہ تصرف کہنا چاہیے کہ کئی سات بجے سے انتظار کر رہا تھا کہ آٹھ بجے سے پہلے ملاقات نہ ہو سکی جو سورج غروب ہوا

اور مجھے کا دن شروع ہوا

ملاقات کے دوران یہ نظر آیا کہ انہوں نے جماعت کے متعلق کوئی دوسروں سے باتیں نہیں ہوئی تھیں۔ یہ متعلق کوئی علم نہیں۔ یعنی ذاتی علم براہ راست اور ان کا اندیشہ بھی درمیان نہ تھا۔ یعنی مشرف انسان، تعلیم یافتہ۔ اس لئے گفتگو کا انداز تو بہر حال نہیں کر رہے تھے۔ لیکن ایک خشک مبالغہ جس طرح ہوتا ہے کوئی قلبی تعلق نہ ہو، کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ لیکن رفتہ رفتہ جب باتیں شروع ہوئی تفصیل سے، سارے مسائل ان کے سامنے آئے۔ بیان کئے۔ جماعت کیا ہے؟ کیا کر رہی ہے؟ اور اہم ہمدی کا ذکر کیا۔ دعویٰ کیا ہے؟ دوسرے مسلمان کیوں مخالف ہیں؟ اور انہوں نے اشارہ، براہ راست کہہ دیا کہ تو نہیں شکر اشارہ اس طرح کیا کہ کوئی دلیل بھی ہونی چاہیے۔ تو میں نے پھر ایک دو رٹاں بھی دیتے آئے کہ اور اس دوران ان کی شکل تبدیل ہوتی شروع ہوئی۔ یعنی محبت کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے واضح۔ اور دیکھتے دیکھتے یوں لگتا ہے کہ دل کھل جاتا ہے ایک خوشامیاد اور دو باتیں انہوں نے۔ بڑے کم گو ہیں، کہیں، ایک یہ بھی کہ میں یہ اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں آسنے کا موقع دیا۔ کیونکہ کانوں سے سنتی ہوئی باتیں بسا اوقات بھولی نکلتی ہیں۔ جب ایک شخص نے دیکھا میں اس وقت تک انسان کو یہ سمجھتا تھا کہ سکتا۔ اور آج مجھے خدا نے موقع دیا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور خود دیکھ کر اسے کہ آپ کیا لوگ ہیں۔ دوسرا ایک بڑا ہی معنی خیز فقیر اور اہل علم نے کہا جس سے مجھے بہت ہی دل میں اُمید پیدا ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص عرصے سے تو اسلام کا تاریخی مطالعہ کر رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے کہ اب تک کا۔ اور میں نے ہر طرف نظر ڈالی اور خوب چٹان چٹان کی خوب تلاش کی۔ لیکن بس چیزیں مجھے تلاش ہی تھیں

آج مجھے وہ مل گئی ہے

اس سے پہلے ہی جماعت تو انہوں نے نہیں کی۔ لیکن اتنا حیرت انگیز فقرہ تھا، ایک کم گو، اتنے بڑے عالم اور اتنے بڑے لیڈر کے منہ سے نکلا ہوا۔ اتنا معنی خیز ہے کہ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ یہی وہ خوشخبری تھی جو پیر کے دن خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ فریڈے دی ٹینتھ FRIDAY THE 10 TH صرف چھالی سے کہ نہیں آئے گا بلکہ چھالی سے کہ بھی آئیگا۔ اور احمدیت کی ترقی کے لئے انتظار اور سنتے سنتے دروازہ کھولے گا۔

تو جماعت کو بھی خوشخبروں میں اس لئے شامل کر رہا ہوں کہ تکلیف دہ خبریں دیر سے آپ سنتے ہیں، دل دھڑکن کی طرف اٹل ہوتا ہے لیکن طبع کے ساتھ ہی تو دل و عاقل کی طرف اٹل ہوتا ہے۔ خدا اور شکر سے دل بہتر ہے۔ تو اس لئے احمدیت کیج موعود علیہ السلام کے اس بشر کے مصداق کہ

ہیں تو یہ پیاری نگاہیں دلیرا اک تب تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا اٹم اٹھتا

تو کبھی ایسی باتیں بھی آپ کو کہتی ہیں کہ تم انہوں کا جھگڑا کچھ دیر کے لئے کٹ جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بہتر ہو جائیگا۔ اور خداوند کے ساتھ دعا میں انہیں۔ اس لئے دعا میں کہی۔ معلوم یہ ہوتا ہے۔ خدا کی نعمت پر بڑی تیزی سے جماعت احمدیہ کو اس عظیم عالمی انقلاب کی طرف لے کے

کسل اور سرد مہری اور پٹی سے بیرون کو فائدہ پہنچنا

(فتح اسلام صفحہ ۲۵)

پیشکش: گلوبل ایکسپورٹ { گرام: 27-0441 }
پیشکش: گلوبل ایکسپورٹ { گرام: 27-0441 }

ایک ڈرائی کلیننگ کا انتظام ہوا ہے۔ بڑے دلچسپ سرخان سرخ انسان تھے۔ تو یہ چار ہیں نماز جنازہ کی خبریں جن کی نماز جنازہ غائب انشاء اللہ جمعے کے بعد ہوگی۔

اخبار قادیان

مقامی طور پر قادیان میں رمضان المبارک کی گہا گہی اور رونق آخری عشرے میں آکر دھواں ہو گئی ہے۔ بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں درس قرآن مجید کے تسلسل میں ۱۴ تا ۱۹ رمضان محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس دیا۔ بعد ازاں مولانا حکیم محمد دین صاحب درس دے رہے ہیں۔

بعد نماز فجر مسجد مبارک میں ۱۱ تا ۲۰ رمضان محترم مولانا شریف احمد صاحب اپنی نئے درس حدیث دیا۔ بعد ازاں مولانا حکیم محمد دین صاحب درس دے رہے ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ میں ۱۶ تا ۲۲ رمضان محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے درس دیا اور اب محترم مولوی آفتاب احمد صاحب حدیث کا درس دے رہے ہیں۔

ایسی طرح ہر دو مساجد میں نماز تراویح باقاعدہ ادا کی جا رہی ہے۔ مسجد مبارک میں مکرم قاری نواب احمد صاحب اور مسجد اقصیٰ میں مکرم حافظہ مغیر احمد صاحب طاہر پڑھا رہے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بفضلہ تعالیٰ ہر دو مساجد میں تردد اور خواتین کی آنکھت علی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک کا پیروی میں اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو مقبول دعاؤں کی توفیق بخشنے۔

مقامی طور پر مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش۔ مکرم مولوی عبدالغنی صاحب فقیل درویش۔ مکرم مرزا منیر احمد صاحب درویش اور مکرم مولوی امیر احمد صاحب درویش نیز مکرم مولوی عبدالرؤف صاحب تیرہ سار چلے آ رہے ہیں۔ ان سب کی کمال محنت و کوشش کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست ہائے دعا

- ۱۔ مکرم بشیر احمد صاحب شتانی ابن مکرم مولوی شیخ محمد اللہ صاحب کی صحت چند دنوں سے ناساز ہے۔ طبی کی تکلیف ہے کال صحت کے لئے۔
- ۲۔ محترمہ رحمت بیگم صاحبہ راؤل کیلہ اڑیسہ سے بلخ دہلی روپے اعانت بد میں ارسال کرتے ہوئے اپنے بیٹے کی کال شفا یابی صحت و سلامتی و درازی عمر کے لئے۔
- ۳۔ مکرم عبدالرشید صاحب بنجر شاہ نواز میڈیکل سٹور لاہور، مکان کی ٹیکل اور مالی مشکلات کے ازالہ اور اپنی بیٹی کی کالی صحت کے لئے۔
- ۴۔ مکرم عبداللہ صاحب لاہور سے محترم راجہ غالب احمد صاحب کی کالی صحت کیلئے جو بخارہ قلب بیمار ہیں، محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کی کالی صحت اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے اور محترم عبدالستار صاحب کے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور کاروبار میں برکت کے لئے۔
- ۵۔ مکرم خلیف بن خالق صاحب ربوہ سے اپنی بیٹی کی کالی و عیال شفا یابی اور صحت و سلامتی کے لئے جسے ہر دو ماہ بعد خون دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔
- ۶۔ مکرم الحاج محمد عبدالقیوم صاحب لکھنؤ سے منور لال پکوری صاحب آف لکھنؤ کی طرف سے بلخ دہلی روپے اعانت بد میں بجاتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اور اُن کے اہل و عیال کو ہر شے سے محفوظ رکھے نیز عوصوف کو ہدایت دے کے لئے۔
- ۷۔ عزیز ٹیکل احمد صاحب آف شیوگہ معلم مدرسہ احمدیہ قادیان اپنی والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی اور دکاؤں کے مقدمات میں کامیابی کے لئے۔
- ۸۔ مکرم سید نور احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ قادیان اپنی والدہ محترمہ کی کالی و عیال شفا یابی اور درازی عمر کیلئے۔
- ۹۔ مکرم خیر حسین صاحب دانی پردہ مدھیہ پرنسپل اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے حصول اور ہر شے سے محفوظ رہنے کے لئے۔
- ۱۰۔ قادیان کرام ماور رمضان المبارک میں حاصل طور پر ان سب درخواست و منگناں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مشکلات و بیماریوں کو دور فرمائے۔ اور مجدد یک خواہشات کی تکمیل فرمائے۔ آمین۔

(اداس)

جاری ہے۔ ہمیں کالانا ہمارے قبضہ قدرت میں نہیں ہے۔ مگر خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور نئی صدی میں داخل ہونے سے پہلے خدا عظیم الشان دروازے کھولنا چاہتا ہے جماعت احمدیہ پر ترقیات کے۔ اور ان کے لئے تیار کی خاطر میں آپ کو بار بار مختلف نصیحتیں کرتا رہا ہوں۔ آئندہ بھی پھر اسی مضمون کو لوں گا کہ تقویٰ کا دوسرا پہلو کیا ہے؟ جس کا خوف سے نفلت ہے۔ اور اسی سلسلے میں مزید جماعت پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

بہر حال آج تو حمد و ثناء کا مجمع ہے خاص طور پر

اور خوب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اور بھی راہوں کو وسیع کر دے۔ آج بھی خدا کے فضل کے ساتھ ایک بہت ہی اہم مسلمان لیڈر سے ملاقات ہے جو کسی پہلو سے بھی اپنی اہمیت میں پیچھے نہیں ہیں۔ اور اس کے لئے بھی دعا کریں خدا توفیق عطا فرمائے کہ اسی رنگ میں اُن کے سامنے نقطہ نگاہ پیش کر سکوں کہ اُن کے ذریعہ بھی ہمیں بڑی بڑی وسیع قوموں تک اور بہت کامیاب کام پھیلانے کی توفیق ملے۔

خطبہ ثانیہ :-

اس سے پہلے میں، ذہن چونکہ ان باتوں میں گھوم رہا تھا جو میں خطبے میں بیان کرتا رہا ہوں۔ اس لئے از خود پڑھتا رہا ہوں، یہ دعائیں۔ ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خوشخبروں میں ہی ابھی چھنسا ہوا تھا۔ تو اس لئے دودھ زبان بہکی اور دوسری طرف پچھلے لگی تھی۔ اس دو خطبوں کے درمیان میں نے چند ایسے وفات شدہ دوستوں کے جنازوں کا اعلان کرنا تھا جن کی نماز جنازہ ابھی انشاء اللہ، غائبانہ نماز جنازہ جمعے کے بعد ہوگی۔

ایک تو ہمارے بہت ہی مخلص انڈیشیا کے دوست تھے جو ساؤتھ سولاداسی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ اور ایک علاقے کے جماعت کے سیکرٹری تبلیغ تھے بڑے مخلص فدائی احمدی مکرم عمر عبداللہ صاحب۔ ان کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ دوسرے ہماری جماعت انگلستان کے مخلص خادم، یا انصار ہیں اب تو، شمیم احمد خان صاحب، اور ڈاکٹر نعیم احمد خان صاحب، ان کے بھائی کراچی میں ہیں۔ ان کے والد بھی پرانے سلسلے کے بزرگ، والد ماجد بھی کراچی میں وفات پا گئے ہیں۔ شمیم احمد خان انصار اللہ بوسے کے نائب زعمیم اعلیٰ بھی ہیں۔ ان کے والد بڑے پرانے بزرگ تھے سلسلے کے۔ بہت ہی فدائی اور مخلص۔ ان کی بھی اطلاع ملی ہے وفات کی۔

ایسی طرح ہمارے اسیر راہ مولیٰ مکرم محمد دین صاحب جو بڑی عمر کے ہیں اور اس وقت صاحبزادہ جیل میں ہیں۔ ان کی بیگم کی وفات ہوئی مکرمہ حفیظ بیگم صاحبہ کی۔ اور یہ باقی ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس تھے۔ لیکن جہاں احمدیت کی دشمنی آجائے وہاں پھر یہ باتیں ساری کوئی اثر نہیں دکھائیں۔ بڑی ننگ و دو کے بعد ان کے لئے تین گھنٹے کی اجازت ملی جیل سے۔ وہ زنجیروں میں ہی ہتھکڑیوں میں آئیں اور بیوی کا منہ دیکھ لیں آخری دفعہ۔ تو اُن کی بھی وفات کی بڑی دردناک اطلاع ہے۔ اس لئے ان کی بھی نماز جنازہ غائب جمعے کے بعد ہوگی۔

ایک اور ہمارے سلسلے کے معروف دوست ایک لمبے عرصے سے امریکہ میں بیماری کے دن کاٹ رہے تھے اس لئے نظر سے غائب رہے۔ ورنہ کراچی جماعت کے تو بہت ہی معروف اور ہر دل عزیز دوست تھے۔ ملک بشیر احمد صاحب نیو وے (NEW WAY) والے۔ جنہیں وہاں نیو وے ڈرائی کلیننگ (NEW WAY DRY CLEANING) کی دکان وغیرہ تھی۔ جب انہوں نے نیو وے ڈرائی کلیننگ کی دکان کھولی ہے تو اس وقت کے لحاظ سے وہ سب سے جدید مشین تھی۔ بڑا شور مچا رہا تھا کہ کراچی میں بہت ہی عظیم الشان

”میں تیری تسلیج کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“

(اہم سیدنا حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام)

پیشکش :- محمد الرحیم و عبدالرؤف، مالکان محمد ساروئے مارٹ، صالح پور۔ کٹکٹ (اڑیسہ)

نشانِ دائم رہے قائم خلافت کا نظام

فضل کے دریا میں جاری بارش رحمت ہے عام
موسم گل میں معطر ہے فضائے صبح و شام
روح افزا ہے مگر دائم ترے عسراں کا جام
زندگی بخشنده ہے تیرا ہی پاکیزہ کلام
سب سے بالاتر ہے، سب سے اونچا تیرا نام
اے سرایا خیر و برکت، یا تمہیں یمن یا سلام
پیارے دیتا ہے پیاروں کو محبت کا پیغام
تا کہ مستحکم رہے دنیا میں روحانی نظام
خیریت سے فیض عروج کا ہوا جب اختتام
خود ہی فرمایا ہدایت کا جہاں میں اہتمام
عرش سے فرش کی جانب ہو گئے موحی و سرام
نور کے پیکر، اطاعت کیش، وہ اعلیٰ مقام
دین کی تجدید و احیاء کے لئے بالاحتدام
پنج گیارہ نظروں میں اُن کی شاہِ بیانی کا عظام

احمد ہندی، حبیب گبریا کا قسطل تمام
پیکرِ صدق و صفا، مدحتِ گر خیمہ سر الانام
مہدی والا گھر، سرخسہ دل عشاقِ کرام
وہ جسری اللہ، سلطانِ القلم ذی احتشام

ہر طرف تھا دشمنانِ دین حق کا ازدحام
ہر سمت اندھیر تھا، اور جا بجا باطل کے دام
عابدوں کا عجز، تقویٰ و طہارت سے تہی
زاہدوں کا زہر بالکل آبِ سنج بستہ سے غام

نام کے علماء فقط و لادادہ نام و نمود
پر خوری و خواب غفلتِ رات دن مرغزب کا دم
عیسائی دوران و مہدی، خیر امت کے امام
ہو گئے مبعوث اپنے انتہا پر بالاحتشام

آپ کی نوکِ قلم کی ضربِ کاری سے تمام
فلکڑے ٹکڑے ہوئی الحاد کی نکالِ سحام

حسبِ قربانِ نبی محمدؐ، ستایانِ شان
ہو گیا قائم جہاں میں پھر خلافت کا نظام
مہدی موعودؑ پر روزِ درخشش لاکھوں سلام



(محتاج دعا: خاکسار محمد الرحیم راہپور)

امامِ وقت کے حضور!

اٹھا ہے سرخون گریبانے کو نامِ پاکِ خدا سے برتر
توصیفِ بعف ہیں خدا کی جانب سے میرا کے غلام کہنا
نہ سازد سماں نہ تاج و افسر نہ زیب تن ہیں سلاح و کتر
سجائے سینوں پہ پھر رہے ہیں خدا سے واسطہ کا نام کہنا
قوی ہے دشمن تو ہم کو یا غم۔ کہا ہے تم نے کہ رب عالم
قدیر و قادر ہے۔ مقتدر ہے عزیز ہے۔ ذو انتقام کہنا
شہانِ عالم کا منتہی تھا حصولِ آبِ حیات و نبیا
گدا سے احمد کی ابتدا ہے۔ نئے شہادت کا جام کہنا
وہ سہی کیا جو گریں نہ کٹ کر خدا کے گھر کی مداخلت میں
جہاں پہ ہوتی ہے صبر کی حد۔ وہ آ رہا ہے مقام کہنا
خدا کی نصرت اگر ہو شامل۔ تو ہیں ابھی جاں نثار باقی
کہ دینا آتا ہے بے لگاموں کے منہ میں جن کو لگام کہنا
گھڑی کھن ہوئی غاموں پر۔ جو اذنِ مولیٰ سے راہ حق میں
رستم رسیدوں کی تیغِ برآں۔ کبھی ہوتی ہے نیام کہنا
خدا کا دشمن تو خاک ہو گا۔ مگر یہ حسرت ہے عاجزوں کی!
ہماری ٹھوکر کی زد میں آکر۔ ہو کام اُس کا تمام کہنا

(ستمبر ۱۹۸۴ء کی امریکا نئی یوٹوپیا) ○ طالبِ دعا: وقیع الوہاب لاہور

دسمبر ۱۹۹۶ء میں قادیان دارالامان کا جاسٹس لائونگ کے لئے

دارالامان دیکھا!

فعلِ خدا سے ہم نے پھر قادیان دیکھا
سرحد پہ جلوہ گر تھا پھر سنگرمیسا
ہائے وہ دل کی دھڑکن اور غمِ غریب
اتارنا تصورِ خطباتِ دل نشیں کا
آنکھوں آنسوؤں کے چشمے اُن سے تھے
مینار کی اذان نے پھر دلوں کو بھلائے
پھر مرجعِ غلات تھی مسجدِ مبارک
آسودہوں یا کہ ابیض پر دانہ وار پہنچے
وہ باہمی محبت، ہر جانِ زولِ رحمت
وہ شوقِ مینرانی وہ غمِ منوں کے جذبے
لوٹھا ہو یا جواں ہو جٹ ہو یا میرزا ہو
اُتار دیاں نزاری اور جذبہِ اخوت
پیشامِ ناصر دین سن کر فدا تیوں نے
موجود نافلہ کے پیغامِ دلربا میں
لہرار ہوا تھا پرچمِ شان سے فضا میں
کچھ یار کے فرمائے پھر پیار کے ترانے

دارالامان دیکھا! دارالامان دیکھا
درویش بھائیوں کے ہاتھوں میں نان دیکھا
مینارِ مسیحا، عظمتِ نشان دیکھا
فضلی عرش کو گو یا محوِ بیان دیکھا
جب روضہ مسیح آئیں زمان دیکھا
اقصیٰ میں ذاتِ باری کا آستان دیکھا
بیتِ اللہ میں ہم نے پھر دستان دیکھا
گھبراہٹے دلربا کا اک گلستان دیکھا
اک شہر ہم نے گویا جنتِ نشان دیکھا
درویش بھائیوں کو حبیبِ مینرانی دیکھا
بارخِ جنات کا سب کو اک پاسبان دیکھا
ان غریبوں کا حال پیر و جوان دیکھا
گویا کہ ایسا آقا شیریں زبان دیکھا
دینِ محمدؐ ہی کا ایک راز دان دیکھا
جس کے جلو میں ہم نے اک گروان دیکھا
سب و عطلوں کو ہم نے شیریں بیان دیکھا

نشیانِ کوئے جلال کا حال کیا بیاں ہو

المختصر کہ ہم نے دارالامان دیکھا



(از محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال ثانی - ربوہ)

خلافت راشدہ اور جماعت احمدیہ

شیعہ حضرات کے لئے بھی فکر کیا

از محترم مولانا شہر علی احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ تبلیغ قادیاں

جماعت احمدیہ قرآن مجید میں سورہ نور کی آیت استخفاف کے ماتحت یقین رکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دھماکے اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ - سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ - سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ - سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کو علی الترتیب مسند خلافت پر متمکن فرمایا۔ اور یہ چاروں بزرگ خلفائے راشدین اور اصلی درجہ کی روحانی و اخلاقی استعدادوں و صفات کے مالک تھے۔ چنانچہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیاں باقی سلسلہ عالیہ احمدیہ خلافت راشدہ کے بارے میں اپنی عربی کتاب "سیر الخلفاء" میں فرماتے ہیں :-

(۱) خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ امر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فاروق عمر خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب اہل صلاح اور اہل ایمان تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور میں برگزیدہ فرمایا۔ اور اپنے روحانی انعامات سے انہیں نوازا۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"یہ بات یقینی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کے لئے اور نبیوں کے لئے باعث فخر ہیں۔۔۔۔۔ اور جو شخص آپ کی مخالفت کرتا ہے۔ ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو حق کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جب تک وہ حضرت ابوبکر کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتا وہ رحمت الہی کا دروازہ اپنے اوپر کھلی نہیں سکتا۔"

(سیر الخلفاء)

(۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں :-

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فتویٰ اور پاک تھے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا کے بہت محبوب ہوئے ہیں اور آپ اعلیٰ گھرانے میں سے تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے غالب شیر تھے اور

خدا کے مہربان کے سیاسی تھے۔" (۴) اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے زمانے کی لڑائیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"وَأَيُّ الْقَوْمِ فَخْرَ الْمُرْتَضَى وَفَتْ قَاتِلَهُ فِي دَقِّهِ قَبْتَى وَطَعْنَى - (سیر الخلفاء)

کہ حق یہ ہے کہ سچائی اور راستبازی حضرت امام علی المرتضیٰ کے ساتھ تھی اور ان کے عہد خلافت میں جس نے ان کے خلاف جنگ کی اس نے بغاوت کی اور سرکشی اختیار کی۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خلافت راشدہ کے قیام و ترتیب میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے موقف و اعتقاد میں اتحاد و اتفاق ہے۔ مگر خلافت کے بارے میں شیعہ حضرات کا اعتقاد سوادا غلط کے خلاف ہے۔ ان کے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دھماکے کے بعد صرف حضرت علی خلیفہ راشد اور بلا فصل ہیں۔ اور پہلے میں خلفاء کرام یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منصب خلافت و امامت میں حق پر نہ تھے۔ لہذا بالذات ذلحجہ - جماعت احمدیہ اور باقی مسلمان حضرات بمطابق ارشاد ربانی

"رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ"

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے بارے میں یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی و خوش تھا کہ پہلے شیعہ بھائی خلفائے ثلاثہ کی خلافت حق کے نہ صرف منکر بلکہ رضائے الہی کے خلاف ان سے ناخوش ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اولیٰ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی

شیعہ حضرات کا ایک معتبر کتاب "منار الہدیٰ" مؤلف شیخ علی البہانی صفحہ ۳۲ پر حضرت علی المرتضیٰ کا ایک اہم اور تاریخی خطبہ درج ہے جس میں حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے از خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ چنانچہ اس عربی خطبہ کا اردو ترجمہ تازین

کے از یاد علم کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو گئے تو مسلمانوں نے آپ کے بعد امر خلافت میں جھگڑا کیا۔ اللہ کی قسم میرے دل میں نہیں آتا تھا کہ عرب کے لوگ خلافت کے امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت کے سوا کسی اور طرف لے جائیں گے اور کبھی یہ خیال ہوا کہ وہ مجھے اس سے محروم کر دیں گے کہ اچانک مجھے یہ دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ لوگ حضرت ابوبکر پر ٹوٹے پڑتے ہیں اور ان کی طرف تیزی سے جارہے ہیں تاکہ ان کی بیعت کر لی۔ پس میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حالانکہ میں ان لوگوں سے جن کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا امر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام کی وجہ سے حقدار تھا۔ میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ایسی حالت میں رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کچھ گروہ اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں اور خدا کے دین اور ملت محمدیہ کو مٹانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تو میں ڈرا کہ اگر اب بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی اور ان میں کوئی رخنہ اور گڑبگڑ پیدا ہو گئی تو ان باتوں کی وجہ سے جو بیعت مجھے پہنچے گی وہ تم پر حکمرانی کے کھوئے جانے سے زیادہ سخت ہوگی۔ حکومت و ولایت تو ایک چند دن کا سامان ہے پھر وہ اس طرح جاتی رہتی ہے کہ اس کا کچھ باقی نہیں رہتا جب طرح سب بھٹکا جاتا ہے یا جس طرح باطل بھٹکا جاتا ہے۔"

آگے فرماتے ہیں :-

"فَمَنْ شِئْتُمْ وَفِي ذَلِكَ أُولَىٰ أَبِي بَكْرٍ فَإِنَّهُ دَخَلَ بَيْتِي فِي ثَلَاثَةِ الْأَحْزَانِ حَتَّى زَاغَ أَبْصَابُكَ وَزَهَقَ وَكَانَتْ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْفَلْيَا وَكَوْكَرَةُ الْكَافِرُونَ"

پس اس وقت میں خود چل کر ابوبکر کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی اور ان حوالہ کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل راہ سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا خواہ کافر اسے ناپسند کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنے تعلق اطاعت خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں :-

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان امور کے قائل ہیں اور انہوں نے درستی اعتدالی اور میانہ روی کا طریق اختیار کیا۔ اور میں خیر خواہی سے ان کا دوست رہا۔ اور ان امور میں جن میں اللہ نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ان کا کوشش سے فرمانبردار رہا۔ اور مجھے کبھی طمع اور خواہش پیدا ہوئی کہ ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آوے اور امر خلافت جس کی میں نے بیعت کی ہے۔ میری طرف لوٹ آئے۔"

(منار الہدیٰ) مؤلف شیخ علی البہانی (۵) قارئین کرام! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ ایک اہم خطبہ ہے اور مسئلہ خلافت میں توحید و تہجد کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خطبہ سے ظاہر ہے کہ وہ شریعت میں اہل بیت میں سے ہونے کی وجہ سے اپنے تئیں خلافت کا زیادہ اہل سمجھتے تھے اور کچھ عرصہ تک آپ نے حضرت ابوبکر کی بیعت بھی نہ کی مگر بالآخر اس وقت اسلام کی حالت کو دیکھ کر دشمن اس کے ٹانے کے درپے ہیں۔ آپ نے خود جاکر خلیفہ اہل حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی اور اس طرح انہیں خلیفہ بلا فصل تسلیم کر لیا۔ اور پھر زندگی بھر صدق دل سے نہ کہ نفی کے طور پر ان کی خیر خواہی اور دوستی کا دم بھرتے رہے اور پوری کوشش سے خلیفہ وقت کی اطاعت کرتے رہے۔

شیعہ بھائیوں سے اپیل

مسئلہ خلافت کے بارے میں اہل سنت والجماعت اند شیعہ حضرات کے اختلاف کو نظر رکھتے ہوئے ہم شیعہ بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ امام علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تاریخ و خطبہ کی روشنی میں اپنے مقدس امام کے ارشاد کا پاس دلچسپی رکھیں ان کے نقش قدم پر چلیں اور خلفاء راشدین کے بارے میں راضی و محبت و عقیدت کے طریق کو اختیار کریں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تئیں روا رکھا تھا۔ تاکہ مسئلہ خلافت جو سنی اور شیعہ حضرات میں مابہ التفریح اور اختلافی مسئلہ چلا رہا ہے

مقام و منصب خلافت

بزرگان سلف کے ارشادات کی روشنی میں

از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برقی - نائب انجمن تبلیغ عسلاطہ ورنسٹل

احمدیت، حقیقی اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہ کوئی نیا دین یا نیا سلسلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؐ کے عہد اسلام اور روحانی فرزند جلیل کو مہم موعود اور مہدی دوران بنائے صیوت فرمایا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اس نعمت خلافت کو جماعت احمدیہ میں جاری فرمایا جس کا سلسلہ اسلام کی نشاۃ الیٰ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسیح سال بعد منقطع ہو گیا تھا۔ کیونکہ قرآن اکریم اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ یہ انعام خداوند ایمان اور عمل صالح سے والہ اور مشروط ہے۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ نے اُسے امت محمدیہ میں جماعت احمدیہ کو اس شرط پر قائم ہو جانے کی سعادت عطا فرمائی تو اس کے ساتھ ہی اُسے عظیم الشان نعمت سے بھی سرفراز فرمادیا۔

فالمحمد لله علی احسانہ۔
خلافت کے مقام اور منصب کے متعلق جماعت احمدیہ نے جو نظریات پیش کئے ہیں وہی مطبوعہ نظریات ہمارے بزرگان سلف کے بھی تھے۔ خصوصاً جنہیں اللہ تعالیٰ کی راسخانی کا شرف حاصل تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت سید اسماعیل شہیدؒ کے ارشادات پیش کیے جاتے ہیں۔

نظام خلافت کی ضرورت و افادیت اور خلفائے راشدین کی خلافت کے ثبوت اور ان کے احسانات کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک بزرگ کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے۔

”ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء“۔
حال ہی میں سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب ”تاریخ دعوت و سریمت“ حصہ پنجم میں حضرت شاہ صاحبؒ کے تالیفی و تجدیدی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے مذکورہ بالا کتاب کے ضروری اقتباسات بھی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کئے ہیں۔ ذیل میں چند اقتباس درج کیے جاتے ہیں۔

خلافت کی جامع و مانع تعریف

”خلافت اس عمومی سربراہی اور ریاست عامہ کا نام ہے جو اقامت دین“

کے کام کی تکمیل کے لئے وجود میں آئے اس اقامت دین کے دائرہ کار میں علوم دینیہ کا احیاء، ارکان اسلام کا قیام، جہاد اور اس کے متعلقات کا انتظام، مثلاً لشکروں کی ترتیب، جنگ میں حصہ لینے والوں کے حصہ د مال غنیمت میں ان کا حق، نظام قضاء کا احیاء، عہدہ کا قائم کرنا، نظام د شکایات کا ازالہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کی ادائیگی شامل ہے اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اور نمائندگی میں ہونا چاہیے۔ پھر اقامت دین کی مزید تشریح و تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”جب ہم معاملات کو استقرانی نظر سے دیکھتے ہیں، جزئیات سے نکلتے اور کلیات سے ایک ہی کلیہ کی طرف جو سب پر حاوی ہو منتقل ہوتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان مسائل کی جزئیات، مشتتہ اور کلیات کثیر کی جنس اعلیٰ اور (گویا کلیۃ الکلیات) وہ حقیقت ہے جس کا عنوان ”اقامت دین“ ہے جس کے ماتحت دوسری انواع و اقسام آتی ہیں جن میں سے ایک ایماء علوم دین، جس میں قرآن و سنت کی تعلیم اور تفکر و موعظت شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”وَالَّذِي بَعَثْنَا فِي الْأُمِّيَّاتِ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَذُنُوبُهُمْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ (سورہ جمعہ ۳۱)
وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے (محمدؐ کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اُس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور انہیں (خدا کی) کتاب اور دانی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔“

(ازالۃ الخفاء ص ۱۰۲) تاریخ دعوت و سریمت جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کتاب

”منصب خلافت“ میں خلافت راشدہ کے متعلق یہی مفہوم پیش فرمایا ہے جس کے اعادہ کی یہاں گنجائش نہیں۔
اب حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کے بابت مقام منصب خلافت چند زبیر ارشادات پیش ہیں۔

خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے
”امامت نامہ کو خلافت راشدہ خلافت علیٰ امنہاج نبوت اور خلافت و حجت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشہ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمت ربانی بنی نوع انسان کی پیش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمال روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نور علی نور آفتاب کی مانند چمکا۔“
(منصب امامت ص ۹۲ بحوالہ ایضاً)

خلیفہ راشد سب کا مطاع ہے
”خلیفہ راشد رسول کے فرزند و ولیعہد کی جگہ اور دوسرے ائمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے پس حیا کہ تمام فرزندوں کی سعادت و منفعت کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری و خدمت گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ جتنی باپ کے جانسین بھائی سے بجالائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں۔“
(منصب امامت ص ۹۳ بحوالہ ایضاً)

خلیفہ راشد کی شان و عظمت
”خلیفہ راشد سایہ رب العلمین، سایہ انبیاء و مرسلین، سرمایہ ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ مقررین ہے۔ دائرہ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور اباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد انسی کا سر ہے، اس کا دل تجلی رحمت کا عرش اور اس کا سینہ رحمت و افرہ اور اقبال جلالت یزدان کا پر تو ہے۔ اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور نہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض و حاضہ تقدیر اور اس سے مخالفت خلافت رب تقدیر ہے۔ جو کمال اس کی حجت گزاری میں صرف نہ ہو خیالی ہے پر از خلل اور جو عالم اس کی تعلیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا، سر اس دم باطل و محال ہے۔ جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ نہ کرے وہ

مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں، اُس کی ہمسری کے دعویٰ سے دست بردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔“
(منصب امامت صفحہ ۸۶-۸۷)

خلیفہ راشد سے بحث و جدال جائز نہیں
”لازم ہے کہ احکام کے اجرا اور مہمات کا انجام انہم کے سپرد کیا جائے اور اس سے قبل دقت اور بحث و جدال نہ کیا جائے۔
اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے اس کے حضور میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی رائے سے سر انجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال کا دم نہ ماریں۔“

(منصب امامت صفحہ ۹۲ بحوالہ ایضاً)

قرب خداوندی کے لئے

خلیفہ وقت کی اطاعت ضروری ہے۔
”امام وقت سے سرکشی اور روگردانی اُس کے ساتھ گستاخی اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کائنات شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔
انہی میں اس کے توسل کے بغیر تقرب الہی محض خلل اور دہم ہے اور ایک خیال ہے جو سر اسر باطل اور محال ہے۔“

بے غیابت حق و خاصان حق گو ملک باشد سیاہ گو دوزخ
(منصب امامت صفحہ ۸۷-۸۸ بحوالہ ایضاً)
دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں خلافت حقہ اسلام کے منصب مقام کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور دیگر مسلمان بھائیوں کو بھی اس عظیم الشان نعمت خداوندی کی قدر کرنے اور اس سے مستمع ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

قاریین بابر سے معذرت

حبیبی کی سپلائی پورے طور پر نہ ہونے کے سبب سے مئی اور مئی کا ایک ہی شمارہ طبع کر کے ۴ مئی کو پوسٹ کر دیا گیا۔ قاریین بدر معذرت کے ساتھ اس تحفہ کو قبول کریں۔ (ادارہ تبلیغ)

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رحمۃ اللہ علیہ

از: قلم نازک فریدی - مکتبہ مہلت روزہ لاہور - لاہور

کھلا ہوا انسان مسلمان مفکر اور
مذہبوں کا جنہوں نے تاریخ نویسی کا اہم ترین
فریضہ درایت کی بجائے روایت کے اصولوں
پر انجام دیا۔ اور واقعات سے خود ہی تاریخ اخذ
کرنے کی بجائے اصل واقعات کو ان کی پوری
کیفیات کے ساتھ اپنے قارئین کے سامنے
رکھ دینے کی تعمیری طرح ڈالی۔ یہ شک
علم تاریخ کو قوموں کی تربیت و تعمیر کے نقطہ
نگاہ سے دیکھتے ہی دوسرے علوم مثلاً
ریاضی۔ ادب۔ اخلاق اور دیگر علوم طبعیہ پر
یہ جزوی فضیلت ضرور حاصل ہے کہ یہ مذکورہ تمام
علوم کے لئے اذہان کی زمینیں ہموار کرتا اور تازہ
داران بساط شہور کو ان سے کسب فیض کرنے
کے لئے اکٹھا ہے۔ گویا تاریخ علوم و فنون
بھرے لاوے کی ایک ایسی اسٹیم ہے جو
انسانی ترقیات اور استعدادوں کی مشین
کے خواہیدہ نیرزدوں کو سیدار کرتی حرکت میں
لائی اور انہیں ترتیب و منوریت کے ساتھ
مصرف عمل رہنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ یہ
انسانی طبائع میں قوی امتیازات و خصوصیات
کو سیدار کرتی اور افراد کو ان کے بزرگوں کے
ذریعہ حالات اور نمایاں کارناموں سے روشناس
کرا کے ان کے دماغوں میں ایک بابرکت قسم کا
جوش پیدا کرتی ہے۔

راقم الحروف کے سامنے آج اسی
قابل ذکر اور نتیجہ خیز واقعات پر نورانی کا ایک
ایسا دقیقہ جس پر توحید کے ایک ایسے عقول پرستانہ زندگی
واقعات میں دھن ایسے صاف اور اشکاف
انداز میں درج ہیں کہ ان پر نہ نفس کی ملوثی کی
کوئی حاشیہ آرائی نظر آتی ہے نہ خوش آمد
تاثیر و رد عمل کی پیش بندی کے لئے کسی قسم
کی کوئی اچھی تقریظ آرائی۔
توکل کی ایک ایسی جلتی پھرتی تصویر
جس کی ساری زندگی علم و تقویٰ اور انسانیت
دوستی ہی میں گزری۔

جس نے تمام عمر فی الواقع صرف ایک
ہی ہستی کی پرستش اور عبادت کی۔ یعنی
خدا نے واحد کی۔ اور صرف ایک ہی انسان
سے دلی مودت و عقیدت کا رشتہ قائم و استوار
رکھا۔ اپنی رسول ہائیتی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
پھر آپ کے بعد ان تمام ہستیوں سے اسی
قرب کے مطابق رغبت و ارادت پیدا کی۔
جس قدر قرب انہیں خدا نے واحد اور اس
کے محبوب و کبریا سے تھا۔
جس نے دلیہ و جری کا عشق قرآن نہ فلسفہ
جدیدہ سے مرعوب ہوا۔ نہ یورپی ترقی

ہی اس کے آفاقی منطق نظری جملوں کو ماند کر گیا
۔۔۔ جو اول و آخر قرآن ہی کا عاشق اور خادم تھا
۔۔۔ جو حسب نسب کے لحاظ سے پتیسویں پشت
میں اسلام کے جلیل القدر خلیفہ فاروقی اعظم سے
ملاقات تھا۔ جس کے اسلام لانے کے لئے خود
محبوب خدا نے بارگاہ ایزدی میں گرہ گرا
گرہ گرا کر دعائیں مانگیں اور
۔۔۔ جس کی گزشتہ دس پشتوں سے غارتان
کا سر سربراہ اعلیٰ عارف قرآن پاک چلا آ رہا تھا۔
۔۔۔ جس کا نام نور الدین تھا۔ اور جو
اس درجہ اسم با اسمی تھا کہ ایک دفعہ
خود اس کے ہادی و مرشد نے اپنے
سلسلہ کے حواریں اس کا ذکر کرتے
ہوئے ان الفاظ میں دعا مانگی تھی کہ
چہ خوش بودے اگر سر یکے امت نور دین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور حقین بودے۔

۔۔۔ جو قرآن جانتا تھا

جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ توفیق اور
زعم عطا کیا کہ وہ قرآن جانتا ہے اور جو زندگی
بھر تمام دینی و دنیوی الجھنوں کا حل اللہ
تعالیٰ کے اسی پاکیزہ و منزہ کلام سے اس
تحدی اور حیثیت کے ساتھ پیش کرتا رہا کہ
علوم جدیدہ اور ان میں بہارت و دسترس
کے داعی ہمیشہ انگشت دندان رہ جاتے ہیں
جو اپنے رب اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت میں ذرہ بھر شرک کو بھی گوارا
نہیں کر سکتا تھا۔

۔۔۔ جس کا دل مسلمانوں کے قومی انحطاط
پر سوگوار اور ہمہ وقت اس کے ازالہ کے
لئے مصروف کار رہتا تھا۔ کس قدر کرب
ہے اسلام کے اس شیدائی کے ان ہمدردوں
میں جو اس نے اپنی بعض مجالس علم و عرفان
میں فرمائے!

۔۔۔ کشمیر میں جذابیوں کی تحقیقات

کے لئے ایک کمیشن آیا۔ وہاں کل
ایک سو چار جذامی تھے جن میں سے
ننانوے مسلمان تھے۔
میں نے مختلف اغلاط کے جیلانیوں
کے دہار و غفلت سے دریافت کیا ہے
معلوم ہی ہوا کہ قیدیوں میں لہذاؤں
کی تعداد زیادہ ہے۔ ایک شہر میں
کل ۳۴ قیدی تھے۔ ان میں سے
صرف ۱۳ مسلمان تھے۔ اسی ضلع کے
درہ سول میں کل چودہ سولہ کے
پڑتے تھے جن میں صرف چودہ

مسلمان تھے۔ تم خود کرو اور سوچو
اور خدا تعالیٰ سے استغفار کرو اور ڈرو۔
لاہور میں جب ایک لیکچر سنا جس میں
لیکچر کر رہا تھا کہ
۔۔۔ میں حساب کے امتحان میں قیل
ہوتا رہا ہوں اور یہ دلیل ہے اس
بات کی کہ میں مسلمان ہوں۔
تو اپنے گرد و پیش میں بیٹھے ہوئے
اجاب سے فرمایا۔

”مجھے یہ شخص مسلمان معلوم نہیں ہوتا
کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔
”لَا تَحْكُمُوا عَنكَ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ“
بھلا مسلمانوں سے زیادہ کون صاحب
جان سکتا ہے۔“

مختصر سوانح حیات

نور الدین۔۔۔ جو ۱۳۸۸ھ ہجری مطابق
۱۹۶۸ء میں بنیاب کے ایک تاریخی قصبہ
کبیرہ میں پیدا ہوا۔ جس نے ماں کی گود ہی
میں قرآن کریم پڑھا اور پنجابی زبان میں فقہ کی
کتابیں پڑھیں اور تفسیر اور پھر علم دین کی
اس چمکے جس کے قلب در درج میں
اس کے حصول کی ایسی لگن اور تڑپ پیدا
کری کہ سارا ہندوستان چپان دار اور وہ
ہر اس دہلیز پر دراتا ہوا جانچتا۔ جہاں سے
کب فیض علم کی ذرہ بھر بھی اُمید تھی۔ اس
تڑپ میں

۔۔۔ مسافرت کی ٹھوکریں بھی کھائیں۔
۔۔۔ اغیار کے طعنے بھی سنے۔
۔۔۔ مزاج کی درویشی و قلندری بھی
مطہور ہوئی۔

لیکن قد بائیں ہر رنگ اور ہر حال میں
برقرار دستوار رہیں۔

اذکر۔۔۔ اللہ العالیین کی ذات اور اس
کی نصرت و تائید پر توکل اور

دوم۔۔۔ علم دین بہارت تازہ حاصل کرنے
کا لگن۔

یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں قرآن شریف
کے درس و تدریس کا فریضہ اس حسن و خوبی
سے انجام دیا کہ شرعی الاصل اس عجمی کی
کبریا و حبیب کبریا کے دین سے لگن پر قربان
ہو ہو گئے۔ ذرا دیکھئے تو یہ بدوی مزاج
عاشق رسول اپنی حصول علم کی اس ہم کی
ایک کڑی کسوٹ پر مزے لے لے کر بیان
کرتا ہے۔
۔۔۔ کچی سڑک اور گرمی کا موسم۔

گرد و غبار نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تھا۔
کہ میں نکھو نہ تھا۔ جہاں وہ گاڑی ٹھہری۔ وہاں
اُترتے ہی میں نے حکیم صاحب کا ہاتھ پوچھا۔
خدائی محابات میں کہ جہاں گاڑی ٹھہری،
اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا۔

میں اسی حسیانہ حالت میں اس مکان میں
جاگھسا۔ ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خلعت
دلایا۔ حسین۔ سفید ریش۔ نہایت سفید کپڑے
پہنے ایک گدی پر دو زانو بیٹھا ہوا مجھے اس
کے ایک نہایت نفیس نیک اور دونوں طرف چھوٹے
چھوٹے نیکے۔ سامنے پان دان۔ خاص دان
قلم دوات۔ کاغذ دھرے ہوئے۔ ہال کے
کنارے کنارے (جیسے کوئی التحیات
میں بیٹھا ہے) بڑے خوشنما چہرے پر رہنے
سے بیٹھے ہوئے نظر آئے نہایت ہمتان
چاندنی کافرش اس ہال میں تھا۔ مشرقی
دروازہ سے (ایسا بستہ اس دروازے ہی میں
رکھ کر) حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا
تقدیر کیا۔ گرد آلودہ پاؤں جب اس چاندنی
پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی
محبوب ہو گیا۔ مگر حکیم صاحب تک نے تکلف
بیاہنچا۔ اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور
سے ”السلام علیکم“ کہا۔ جو کھنکھو میں ایک
نرالی دوا تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم
صاحب نے زور سے یا دبی آواز سے ”وعلیکم
السلام“ کہا ہے۔ مگر ہاتھ بڑھائے سے انہوں
نے ضروری ہاتھ بڑھایا۔ اور خاکسار کے خاک
آلودہ ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے اور
میں دوزانو بیٹھ گیا۔ یہ میرا دوزانو بیٹھنا بھی
اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب
ہوا۔ اس سے متاثر ہو کر ایک شخص نے اسی
وقت مجھ سے کہا کہ

”آپ کس مذہب ملک سے تشریف
لائے ہیں؟“
میں تو اپنے تصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا
مگر
”خدا شہرے برا نگیز و خیر ماورای باشد“
میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کا رنگ
میں اس کو یہ جواب دیا کہ
”یہ بے تکلفیاں اور ”السلام علیکم“
کی بے تکلف آواز“ وادی غیری زور
کے اُچی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم
کا نتیجہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم فواہ
اُچے و اُچے۔

اس میرے کہنے کی آواز نے مجھ کی کام
دیا۔ اور حکیم صاحب پر جد طاری ہو گیا۔ انہوں
نے اسی حالت میں اس امیر سے کہا۔
”آپ تو بادشاہ کی مجلس میں بھی
رہے ہیں۔ کبھی ایسی رک بھی اٹھا“
اور تھوڑے وقفہ کے بعد پوچھا کہ ”کیا کام ہے“
میں نے عرض کیا کہ ”میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں“

۔۔۔ کچی سڑک اور گرمی کا موسم۔

اس پر فرمایا۔ ”میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور بوڑھا ہونے سے مجھے اب انقباض ہے۔ خود نہیں پڑھا سکتا۔ بلکہ اب قسم کھاتی ہے کہ نہیں پڑھاؤں گا۔“

میری طبیعت، ان دنوں بڑی خوشحالی تھی میں نے جو اباجوش بھری درد مندانہ آواز سے کہا کہ شیرازی خیم نے بہت ہی غلط کہا کہ ”رجا نیرنگی دل جہلی است دکنارہ ہمیں کمال“ اس پر انہیں دوبارہ وجہ ہوا اور خیم پر اب ہو گئے۔ فرمایا۔ ”مولوی نور کریم حکیم ہیں۔ بہت لائق ہیں۔ میں آپ کو ان کے سپرد کر دیتا ہوں۔“ میں نے ان کو اچھی طرح پڑھائیں گئے۔ میں نے عرض کیا۔ ”مگر

”ملک خدا تنگ نیست و پائے مرالک نیست“ تب آپ پر تیسری دفعہ وہی کیفیت طاری ہوئی اور فرمایا۔ ”ہم نے قسم توڑ دی۔“

پرنور زندگی کے رخ

حضرت مولانا نور الدین رحمہ کی بابرکت زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو ہر پہلو دوسرے سے زیادہ روشن۔ منور اور مہربان دکھائی دیتا ہے۔

۱۔ کہیں موٹا چھوٹا پہنہ حکمت و لطافت کی مسند پر بیٹھ کر دکھائی دیتے ہیں۔ اس شان اور محظافت کے ساتھ کہ لاکھ اکسیر کی سی شفا اور جلاش بخشی ہوئی نظر آتی ہے۔

۲۔ کہیں اسی قلب درانہ عباسی دور قرآن کریم دیتے دکھائی دیتے ہیں، اس دہی انماک کے ساتھ جیسے یہ مرد قلندر اسی ذکر نور علی نور کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اور

۳۔ کہیں حدیث نبوی کی تفسیر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جیسے کوئی دار فتنہ مزاج دنیا دانیہا سے بے خبر اپنے حبیب لمبیہ کے لفظ لفظ کے دل و جان سے صد سے اتار رہا ہو۔

لیکن ان تمام پہلوؤں میں ایک جذبہ اور کشش ہمیشہ مشترک رہے کہ

ہر نئے اقدام کے لئے سب سے پہلے اللہ العالیٰ سے استعوا ب ضرور کیا اور اس وقت تک قدم کو حرکت نہیں دی جب تک ربانی تجلی نے دل کو کامیاب عزیمت کی استقامتوں اور یقین سے گھبر نہیں دیا۔

اپنے بچپان کے قیام کے دوران کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

”میں تھوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر لڑکے کو سوزاک ہو گیا۔ اس نے اپنے ادبی کو کہا کہ کوئی ایسا طبیب لاؤ جیسے لوگ نہ جانتے ہوں۔ مگر وہ بھی ہوئی دوا بھی نہ دے۔ بلکہ کوئی سہل سی دوا بتائے۔ ایسی کہ

جس کے بنانے میں نوکران کو بتانا نہ پڑے یہ آدمی (پیر ابو محمد محمدی) ایک طالب علم طبیب سمجھ کر مجھے لے گئے۔ نوجوان دلالان میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے حال دریافت کیا اور کہا کہ کیلہ کی جڑ کا ایک چھٹا ٹک پانی صاف کر کے اس میں یہ شورہ تنبی (جو آپ کے دلالان میں بارہ دنوں کے لئے رکھا ہے) ملا کر کئی دفعہ پیئیں اور شام تک مجھے اطلاع دیں۔ میں کہہ کر چلا آیا۔ اور قدرت الہی سے اس کو شام تک تکلیف نہ ہو گئی۔

اس نے مجھے ایک گراں بہا خدمت اور اتنا دیر پیہ دیا کہ مجھ پر جتنی نرض ہو گیا۔

حرمین میں داخلہ کی دعا

اور حضرت اگلے ہی دن رخت سفر باندھ کر حرمین شریفین کے لئے تیار ہو گئے۔ بانی سلسلہ احمدیہ کے جانشین اول نے اس پاک خیم میں اپنے داخلے کا یوں ذکر کیا ہے۔

”میں تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو۔ وہ ضرور

میں قبول ہو جاتی ہے۔ میں اس وقت علوم کا ماہر تو تھا ہی نہیں۔ جو ضعیف اور قوی و ادنیٰ میں امتیاز کرتا۔ میں نے یہ دعا مانگی کہ الہی میری تو ہر وقت محتاج ہوں اب میں کون کون سی دُعا مانگوں۔ پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ

”میں جب حضرت کے وقت تھے سے دعا مانگوں تو اسی کو قبول کر لیا کہ“

روایت کا حال تو مدینہ نے ایسا دیا ہی لکھا ہے۔ مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہوئی۔ بڑے بڑے شیخوں نے غلام صغیر اور دوسروں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا۔ اور ہمیشہ دعا ہی کے ذریعہ مجھے ان پر کامیابی حاصل ہوئی۔

شرک سے بیزاری

طبیعت ذرا سے شرک کو بھی برداشت نہ کرتی تھی۔ نزدین کے معاملہ میں نہ حکمت و دانائی کی گفتگو میں اور نہ علاج معالجہ ہی کے سلسلہ میں۔ فرماتے ہیں۔

”میری ایک بہن تھیں ان کا ایک لڑکا تھا۔ وہ پیمپش کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اس کے چند روز بعد میں گیا۔ میرے علاج سے انہیں نے کسی پیمپش کے مریض کو اچھا ہوتے دیکھا تھا فرماتے گئیں۔ کہ

”بھائی اگر تم آجاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔“ میں نے ان سے کہا ”تمہارا ایک لڑکا ہو گا اور میرے سوا۔“

پیمپش میں ہو کر مرے گا۔“

انہیں میری بات یاد تھی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ ”اچھا دعا ہی کرو“ میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ اس کے عوض میں آپ کو ایک اور لڑکا دے گا۔ لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔“

تیز حافظہ

حافظہ اس قدر تیز تھا۔ فرمایا کرتے تھے مجھے اپنا دودھ چھوڑنا بھی یاد ہے اور خوب یاد۔ یہ میری ماں نے چھاتی پر کچھ لگایا تھا اور میں نے اپنے بڑے بھائی سے کہا تھا کہ ”ہوا“ ہے۔

کتابوں کا شوق سن تیز سے بھی پڑھتا بچپن میں جلد کی خوبصورتی کتابیں جمع کر داتی رہی۔ سن تیز کے وقت اور بعد میں ان کا مفید متن اور علمی مواد قلب و روح کو اپنی طرف کھینچتا رہا۔ زندگی بھر کوئی کھیل نہیں کھیلا۔ سوائے تیرنے کے جس میں فن کی آخری حد تک مٹائی حاصل کر لی تھی۔ اس طرح کے بڑے بڑے دریاؤں کو دیکھ کر بھی قدم نہیں ڈرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی خوب دی۔ اور جب چاہا اپنے اپنے وقت پر ان میں سے بعض کو بلا بھی لیتا رہا۔ مگر جب بھی کسی کے لئے بلا آتا رہا۔ ہمیشہ یہ کہہ کر دل کو تسفی دی کہ اس میں کوئی نقص ہو گا خدا تعالیٰ الی۔ اس سے بہتر ملے دے گا۔

فرماتے ہیں۔ ”میرا جب بھی کوئی بچہ مرا میرے دل میں ہی ڈالا گیا۔ اگر تم مرتے تب بھی یرتم سے جدا ہو جاتے۔“

اکثر فرمایا کرتے تھے میں نے بہت دیر پہنچت اور وقت خرچ کر کے احادیث کو پڑھا ہے اور اس قدر پڑھا ہے کہ اگر بیان کر دیتا تو سینے والوں کو حیرت ہو۔ میرے سامنے کوئی کلمہ حدیث کا۔ ایک قرآن کریم کا اور ایک کسی اور شخص کا پیش کر کے دیکھ لو۔ میں بفضلہ تعالیٰ فوراً بتا دوں گا کہ یہ قرآن کریم کا ہے۔ یہ حدیث نبوی کا ہے۔ یہ کسی معمولی انسان کا۔

دوستوں کے معاملہ میں سرپرست اور مرتبانہ طبیعت کے مالک تھے۔ ان سے ہمیشہ دلداری اور عزت ہی سے پیش آتے رہے لیکن ایسے دلدار و بے لوث و جود کا تجربہ بھی کتنے تلخ اور عبرت آفریں ہوئے۔ فرمایا۔ ”میں نے ہزار ہا دیر پیہ لوگوں کو خوش دیا لیکن سوائے ایک شخص کے کہ اس نے تو بڑے قرض لئے تھے اسی آنکھ سے ادا کر دئے تھے اور کسی نے اسی آنکھ سے ادا نہیں کیا۔“

اعتبار و اعتماد

فروری ۱۹۱۲ء میں ایک مجلس علم و عرفان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ”چند قومیں ہیں جن پر مجھے کبھی اعتبار نہیں آیا۔ ایک دہریہ۔ دوسرے رافضی تیسرے عیسائی اور چوتھے جو حقیقتاً منافق ہیں اور منافقوں کو علامات سے پہچانا جاسکتا ہے۔“

۱۔ دہریہ جب خدا تعالیٰ ہی کا قائل نہیں تو اس کی قسم کا کیا اعتبار؟

۲۔ رافضی تقیہ کی آڑ میں سب کچھ کر سکتے ہیں۔

۳۔ عیسائی کفارہ کی اوٹ لے لیتے ہیں۔

۴۔ منافق کا تو اعتبار ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کا ظاہر باطن یکساں نہیں ہوتا۔

گناہ سے بچنے کا طریق

اب اس عاشق قرآن و رسول کی زبان سے گناہ سے بچنے کا ایک طریق بھی سنئے۔ فرمایا ”ایک دفعہ میرے دل میں کسی گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں بہت سی حالتیں دیکھ کر اپنی ہر ایک جیب میں ایک حائل رکھی۔ ایک حائل ہاتھ میں رکھنے کی عادت ڈالی۔ بستر پر۔ سامنے الماری پر۔ مکان کی کھڑکیوں پر۔ عرض کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں قرآن سامنے نہ ہو پس جب بھی وہ خیال آتا تو قرآن سامنے ہوتا جس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ یہاں تک کہ نفس تنگ ہو گیا اور اس گناہ کا خیال ہی جاتا رہا۔“

اطاعت کامل

آخر میں اس عالم متبحر۔ اس حکیم الحکماء اور اس خدا دوست کی اپنے آغاز مجددی علیہ السلام سے محبت و اطاعت کامل کا ایک واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے جائے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اپنے دین کی خدمت و حفاظت پر مامور کرتا ہے تو اسے کیسے کیسے مطیع و مستعد دست و بازو عطا فرماتا ہے۔

دہلی پہنچ کر مجددی زمانہ علیہ السلام کو خیال آیا کہ مولوی نور الدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر رہے گا۔ چنانچہ مولوی صاحب کو تار لکھا ”بلا توقف پہنچئے“ مضمون کی یہ تاریخ ۲۸ اکتوبر ۱۲۹۸ء کو قادیان پہنچی تو اس وقت حضرت مولوی صاحب اپنے مطلب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا۔ نہ بستر لیا اور نہ کوئی تیاری کی۔ بلکہ یکے کی بھی انتظار نہیں کی۔ سیدھے باڑی طرف پیدل ہی چل پڑے۔ دوستوں کو جب اطلاع ملی تو ضروری سامان آپ کو جانم کے رستہ میں پہنچا دیا اور یوں آپ بلا توقف ۲۹ اکتوبر کو دہلی اپنے امام کے حضور پہنچے۔

خلافت اسلامیہ

از - عزیز تنویر احمد خان صاحب - لیٹ بارغ سر پٹیکر

چند سال قبل گورنمنٹ ہائی سکول سر پٹیکر میں یوم اقبال کا تقریب کے سلسلہ میں متعلقہ اساتذہ کرام نے علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل شعر پر کہ
تا خلافت کی بنیاد دنیا میں ہو پھر سناستوار
لا کہیں سے دھونڈ کر اسلاف کا قلب جگر
ایک مجلس نہ کر کہ منعقد کی جس میں طلباء و اساتذہ کے علاوہ غیر احمدی سامعین کا بڑا اجتماع تھا۔ عزیز تنویر احمد خان ابن مکرم محمد یوسف خان صاحب احمدی آف سر پٹیکر نے جو اس سکول کے طالب علم تھے اس مجلس میں تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے مسلک کو پیش کیا جسے تمام حاضرین نے دلی جوش سے سنا اور اختلاف عقیدہ کے باوجود بیان کردہ حقائق کی تعریف کی۔ ذیل میں عزیز تنویر درج کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و ایمان میں برکت بختے۔ (رقم مقام ایڈیٹر)

جناب حضور محفل و سامعین حضرات !
آج کا موضوع بحث علامہ اقبال کا یہ شعر ہے

تا خلافت کی بنیاد دنیا میں ہو پھر سناستوار
لا کہیں سے دھونڈ کر اسلاف کا قلب جگر
اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کے سورۃ نور

میں فرماتے ہیں :-
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيُخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا أَشْتَقُكَ الَّذِينَ
مِن قَبْلِهِمْ وَ لَقَدْ كُنْتُمْ لَهُمْ
ذِيئًا مِّن قَبْلِهِمْ لَئِن مَّا
كَانَ لَئِيَّاسُ كُذِّبَتْ فِي سَنَةٍ
لَّأَيُّهَا فَادْلِكُ هُمْ أَفْهَقُونَ
ان مقدس آیات ربانی کا ترجمہ یوں ہے:

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں
اور مناسب حال علی کرنے والوں سے وعدہ
کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا
دیگا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو
خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُن نے
اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ وہ اُن کے
لئے اُسے مضبوطی سے قائم کرے گا۔
اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن
کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا

وہ میری عبادت کریں گے۔ اور کسی چیز
کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور
جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے
وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔
علامہ اقبال نے ملت اسلامیہ کی
بگڑی ہوئی حالت۔ اخلاقی زبوں حالی۔
سلسلہ تنزل۔ سیاسی پستی اور بکھرے
ہوئے شیرازہ کو مد نظر رکھتے ہوئے
نبض شناسی فرمائی ہے۔ اور ان تمام
قوی اراض کا علاج اور مداوا خلافت

اسلامیہ تجویز کیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں میں
از سر نو سلسلہ خلافت کو مضبوطی کے
ماتھے قائم کرنے کی آرزو کرتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ اس کھوسے ہوئے انعام
الہی اور ربانی علاج کی تلاش اسلاف
کے قلب و جگر میں ہے۔ کیونکہ سناستوار کرام
اور ایمہ صالحین ان وہ قابل صداقت
مذہب و ہمتیاں تھیں جنہوں نے اپنے
خون جگر سے بارخ و بارغ کو سنبھالا تھا۔ اللہ
آفتر علی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کچھ
عمر تک مسلمانوں کو خلافت کے حقدار
تھے جمع کر کے دیگر اقوام کے مقابلے میں ٹھکانے
کر دیا۔

تاریخ اسلامیہ پر طائرانہ نگاہ ڈالیں
آپ دیکھیں گے کہ حضور خاتم النبیین صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد غذا و راشدین حضرت
ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ حضرت
عثمان دُود النورینؓ اور حضرت علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ نے کس قدر بے مثال قربانیاں
دے کر مسلمانوں کی قیادت فرمائی۔
اور اسلام کا محفذاً الکناف عالم میں
اہرا دیا۔ یہ سب کچھ خلافت عظمیٰ کی
نعمت غیر مترقبہ کے سبب ہی ممکن ہو سکا
تھا۔

خلافت راشدہ کے بعد شخصی خلافت کا
دور چلا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کہیں خلافت
عباسیہ تھی۔ اور کہیں خلافت عثمانیہ گو
یہ خلافت شرعی نبیوں پر قائم نہیں
تھی لیکن پھر بھی اس نام نہاد خلافت
سے دشمنان اسلام مسلمانوں پر ہاتھ
ڈالنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ لیکن
یہ نظام ہائے خلافت بھی زیادہ دیر
تک قائم نہ رہ سکے۔

چنانچہ آج کل آپ دیکھ رہے ہیں
کہ کہیں خوشی و کثیر شہب کا سکہ چلتا

ہے تو کہیں مطلق العنان شہنشاہیت
اور آمریت برسر اقتدار ہے۔ یہ سب نظام
ہائے حکومت و قیادت غیر اسلامی ہیں۔
عصر حاضر میں ایک نگاہ عالم اسلام پر
ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی
ایک ٹھنی بھر جماعت ہے۔ جسے جماعت
احمدیہ کہتے ہیں۔ مخالفین جماعت عام طور
پر اسے تحقیر سے قنادیاں یا سرزانی جماعت
بھی کہتے ہیں۔ صرف اس جماعت میں
سلسلہ خلافت قائم ہے۔ لیکن باوجود
اس جماعت کے اسلامی عقائد و اعمال کے
حکومت پاکستان نے جملہ اسلامی اقدار
کو پامال کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم قرار
دیا ہے کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے
دیر و حرم میں کوئی نہیں اپنی راہ پر
کا فرینٹ لئے ہیں۔ مسلمان لئے نئے

موجود عالمی سیاست اور حالات کے
پیش نظر عالم اسلام کو ایک باصلاحیت
اور مستحکم قیادت کی شدید ضرورت ہے
چنانچہ کسی صرف اور صرف ایک صاحب
الطاعت امام اور خدا کا خلیفہ ہی پوری کر
سکتا ہے۔ سچ ہے

ہر شخص ہے محتاج مہمانی و ہمسری
منزل سے زیادہ ہے خیالی و ہسری
خلافت ایک عقلی تعلیم کا نام ہے۔ اور
خلیفہ کو چونکہ خداوند قادر خود بخود بناتے ہیں۔
اس لئے خلیفہ مسلمانوں کو تائید خداوندی
حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں آج کل مسلمانوں کا
شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ جس وجہ سے
کہیں جہیو نیٹ نے سر اُٹھار ہے اور کہیں
دہریہ اسلام کے تیریں برد آ رہا ہے۔ اسی
طرح کہیں صلیبی طاقتیں مسلمانوں کے پیچھے
انہیں دفعہ ہستی سے نابود کرنے پر تلی ہوئی
ہیں۔ اور کہیں طاغوتی نظام درپے آزار
نظام مصطفیٰ ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ مظلوم فلسطینی فلسطین
پچھلے پچھلے سال سے ایک ازلی دشمن اسلام
قوم یعنی سرکش اور ظالم اسرائیل قوم کے ساتھ
برسر پیکار ہے۔

اسی طرح سے افغانستان میں مجاہدین
درد آرد مالی سال سے سپرد اور بہادر افغان
جیالے مسلمان روسی غلام و جبر کا سامنا
انہیں بے جگری سے کر رہے ہیں۔
یہ سب اس لئے ہوا اور ہر رہا ہے کہ
عالم اسلام کے مسلمانوں میں اتحاد و
اتفاق کا فقدان ہے۔ جتنی کہ کہیں کہیں
مسلمان تو ہیں آپس میں ہی جنگ و جدل
میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے
ہیں کہ ایران عراق جنگ میں لاکھوں
مسلمانوں کا خون بہا گیا۔ وقت کا تقاضا

ہے کہ
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کی ساحل سے لیکر تارہ خاک کا شہر
اور وقت کی پیکار ہے۔
خلیفہ مسلمانین اور خلافت اسلامیہ
المشرقیہ - المغربیہ اسلامیہ اسلامیہ
ہم دیکھ رہے ہیں کہ کفار عالم کی جانب
سے اسلام اور مسلمانوں پر ایک منہ بند
اور مسلسل یلغار جاری ہے۔ اور سربراہان
ملکت ہائے اسلامیہ اپنے ہم مذہب
مظلوم اور بے کس بھائیوں کی ناکفہ بہ
حالت کو دیکھ کر بھی کس سے مس نہیں ہو
رہے ہیں۔

خلفاء کرام کا کام انبیاء کے مہن کی
تکمیل ہوتا ہے اسلام ایک عالمگیر مذہب
ہے چنانچہ تبلیغ اسلام عالمی سطح پر تب
ہی ممکن ہے جب عالم اسلام کی اپنی
ایک مشترکہ اور غیر متنازع تنظیم ہوگی۔
جیسے ہم شرعی اصطلاح میں سلسلہ خلافت
کا نام دے سکتے ہیں۔

ابتداء میں جن آیات ربانی کا ذکر کیا
گیا۔ ان آیات مفیدہ کی روشنی میں غور
کیجئے تو صاف طرز معلوم ہوتا ہے کہ خدا
تعالیٰ نے مومن اور متقی لوگوں سے وعدہ
فرمایا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے
گا۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے !

نہ سمجھو گے تو افسوس جاؤ گے ہندوستان والو
تمہاری داستان بکھی نہ ہو گا دستاویز میں
حضرات بااگر ملت اسلامیہ میں حقیقی تڑپ
اور دلی آرزو سلسلہ خلافت کو دوبارہ
مستحکم اور استوار کرنے کی پائی جاوے
ہے تو یہ تنظیم نعمت عارف تھا اور آرزو
سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ

وہی درجہ جو مجاہدین و مجاہدین کا ہے
وہی درجہ جو مجاہدین و مجاہدین کا ہے
اسی طرح مسلمانوں میں صرف محافل
وہی درجہ جو مجاہدین و مجاہدین کا ہے
اسی طرح مسلمانوں میں صرف محافل

نصرت مل سکتی ہے۔ اور نہ ہی رباط۔ ٹیوٹس۔
ریاض یا اسلام آباد کی اسلامی سربراہ کا نفوذ
سے خلافت کو مدد ملے یا وہ شہادت دوبارہ
ہو سکتی ہے اس لئے سورہ نور کی مذکورہ آیات
سے مطالبہ خداوندی اور اس قبول اعمال بجا لانے
ضروری ہیں۔ چنانچہ متعلقہ نشان حق نبی
کوئی ناکمل بات نہیں ہے۔ بے شک اس کیلئے
سلف صالحین کے قلب و جگر اور اخلاص اور بے مثال
قربانیوں کو مدد ناگزیر ہے ان کی تعلیم میں ہم سب سے ای
خلافت کی کوئی اور حق عالم اسلام سربراہ کا ہے
یاد رہے کہ وہ زبردہ تھا دس
جو قلب کو کرا دے۔ جو روح کو کرا دے

نمائندہ مسکریہ میموریل

مسکریہ کی توسیع اشاعت اور خریداران و مشتبہین سے ان کے واجبات کی بروقت وصولی و حساب فہمی کے لئے کرم محمد عبدالمتکبر صاحب ہریکریہ میموریل کے لئے اخبار ہمدرد کا نمائندہ نامزد کیا گیا ہے۔ ہر دو جماعتوں کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے کماحقہ تعاون فرمائیں۔ فخر اہم اللہ تعالیٰ خیراً۔

ملیجہ ہمدرد روزہ بدر قادریان

درخواست ہائے دعا

۱۔ بھائی کے معاون خاص کرم شیخ محمد یونس صاحب احمدی مجدد کے اپنے والد محترم اور بیٹے عزیز عبدالواسط سلمہ نیز بیٹی عزیزہ نجی خالدہ سلمہا کی کامل و عاجل شفا یابی اور تمام اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۲۔ کرم ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب کلک دس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی کے لئے۔ ۳۔ کرم خواجہ عبدالوحید صاحب انصاری حیدر آباد میں روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۴۔ کرم حضرت النساء صاحبہ شکرہ دو دکانوں کا مقدمہ جیل رہا ہے مقدمہ میں کامیابی کے لئے نیز مشکلات کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۵۔ کرم زینب بیگم صاحبہ اہلیہ محمد سلطان صاحب مرحوم آف سرینگر رفت نذیر کی ایم کام فاضل کے امتحان میں کامیابی اور الرجی کی تکلیف کے ازالہ رفیع احمد کو میڈیکل میں داخلہ ملے نیز محمد اقبال صاحب کو اللہ تعالیٰ سے تمام بچے عطا فرمائے ہیں جو مکرمہ اور زیر علاج ہیں ان کی صحت و سلامتی اور حلیہ بیگم کی صحت و سلامتی اور اہل و عیال کے دور رسوں کے لئے۔ ۶۔ کرم خدیجہ حسن خان صاحب والہا کی رگڑا اپنے بیٹے عزیز غفر علی خان صاحب کا شادی بابرکت ہونے اور احمدیت کی توفیق پانے کے لئے۔ ۷۔ کرم شفیق احمد صاحب تیمار اپنے دونوں بیٹوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور اپنی خوشداشتی صاحب کے کامیاب آپریشن کے بعد کامل صحت یابی کے لئے۔ ۸۔ کرم عزیز عمران احمد ابن ناصر احمد صاحب آف پاکوڑ رہا رہا اعانت بدر میں کچھ رقم ادا کرتے ہوئے نیک صالح خادم بننے اور روشن مستقبل کے لئے۔ ۹۔ کرم عائشہ بی صاحبہ بلگرام صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۱۰۔ کرم احمد عبدالستار صاحب نمازہ بدر حیدر آباد سکندر آباد نے حال ہی میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا ہے موصوف کے متواحد میں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۱۱۔ کرم قریشی عبدالحمید صاحب گلبرگہ اور ان کا اہلیہ کرم سیدہ نوری صاحبہ تبلیغی اغراض سے دو عدد انگریزی قرآن کریم پیش کر کے اپنے بچے عزیز قریشی عبدالرحمن سلمہ کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۱۲۔ کرم مولوی محمد الوب صاحب صاحبہ مبلغ سلمہ یادگیر کرم سیدہ بشیر احمد صاحب ابن کرم سیدہ محمد اسماعیل صاحب حیدر آباد کی کامل صحت و شفا یابی کے لئے۔ ۱۳۔ کرم زائرہ بانو صاحبہ سیکرٹری تبلیغی شعبہ امام اللہ حیدر آباد اپنے بچوں عزیزان بشیر الدین سلمہ و عبدالرشید سلمہ مقیم لندن کے ہیں و عیال نیز حیدر آباد میں سکونت پذیر اپنی بیٹیوں دامادوں اور ان کے بچوں کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات اور خود کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے۔ ۱۴۔ کرم اختر پرویز صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھرت پور سیدان (بہار) چالیس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنے بچے عزیز اطہر احمد کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خود کو درمیش پریشانیوں کے ازالہ کے لئے۔ ۱۵۔ کرم لعل محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بھوگاؤں میں روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنی اہلیہ کی بسہولت فراغت بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور کاروبار میں خیر و برکت کے لئے۔ ۱۶۔ کرم عزیزہ فرزانہ پروین سلمہ بنت کرم ایس این جمیل احمد صاحب مرحوم صاحبہ موتی ہاری رہا رہا میٹرک کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے۔ ۱۷۔ کرم مولوی سید صباح الدین صاحب النکیر بیت المال آمد اپنے چھوٹے بچہ کرم سید حمید الدین صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ پور رہا رہا کے آپریشن کی کامیابی اور کامل شفا یابی کے لئے۔ ۱۸۔ کرم ابو محمد عبداللہ صاحب صاحبہ چھپیس روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنی اہلیہ محترمہ یونس علیہ عبداللہ صاحبہ جو ایک عرصہ سے دورانہ سر کی تکلیف میں مبتلا ہیں کی کامل و عاجل شفا یابی بچوں کے لئے مناسب رشتہ ملنے اور بچوں کا اطمینان میں نمایاں کامیابی کے لئے۔ ۱۹۔ کرم امت القیوم صاحبہ ساکنہ گاگرن رکنشیر اہل و عیال کی صحت و سلامتی پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ۲۰۔ کرم بشارت احمد صاحب حیدر آباد اپنی والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی اور بہن بھائیوں کے نیک صالح خادم دین بننے محلہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے نیز خوشداشتی صاحبہ کی صحت و سلامتی اور ان کے بچوں کے نیک صالح خادم دین بننے ہونے کے لئے قادیان ہمدرد سے دعا کا عاجزانه درخواست کرتے ہیں۔ (رادارہ)

اعلان نکاح

خاکسار کی اہلیہ کی بھوجی زاد بہن کرمہ فرزانہ پروین صاحبہ بنت کرم محمد بنعلین الدین صاحب مرحوم ساکنہ خانپور ملکی بہار کا نکاح کرم محمد اکرم صاحب ولد کرم علاؤ الدین صاحب ساکنہ مردہہ یوپی کے ہمراہ چچہ ہزار روپیہ حق مہر پر مورثہ کے ۱۰ کو محترم صاحبزادہ مرزا اسیم احمد صاحب نے مسجد مبارک میں بڑھا۔

اس خوشی میں لڑکی کے بھائی مبلغ چھپیس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانیوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین۔

خاکسار۔ منیر الحق بنگالی قادیان

ولاوتیں

۱۔ کرم محمد اسیم صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس بی صدر جماعت احمدیہ پنکال ٹاڈیہ کے دوسرے بیٹے کرم انصاری الحق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں کے بعد ۲۵ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام ”مبشر احمد“ تجویز فرمایا ہے۔

قادیان بدس سے نومولود کے نیک صالح خادم دین بننے اور بلند اقبال کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ موصوف نے اس خوشی میں مبلغ ۱۰ روپے اعانت بدر میں ادا کیے ہیں۔ فخر اہم اللہ تعالیٰ خیراً۔ (ادارہ ہمدرد)

۲۔ خاکسار کو مورثہ ہر اس پرل سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ نومولود کا نام شجر احمد تجویز ہوا ہے۔ قادیان بدس سے نومولود کے نیک صالح خادم دین اور بلند اقبال کے لئے دعا کی عاجزانه درخواست ہے۔ خاکسار۔ محمد ہر تیمار پوری مبلغ سلمہ انارکسی

دعائے شفقت

(۱) خاکسار کی خوشداشتی کرم سیدہ محمدہ صاحبہ کرم چوہدری محمد یعقوب صاحب ساکنہ بھری مورخہ ۱۰ کو بہن میں وفات پاگئیں۔ انا بلدیہ انا لیتہ را جتوون۔

مرحومہ جگر کی تکلیف اور بعض دیگر عوارض سے بیمار ہو گئی تھیں۔ مرحومہ موصوف سے قبل اپنے شوہر سے طلاق لیا کہ انہیں ضرورت قادیان پہنچایا جائے چنانچہ چوہدری صاحب موصوف اور ان کی اولاد نے مرحومہ کی نعش قادیان لانے کا انتظام کیا۔ مورخہ ۱۸ کو نعش کے پہنچنے پر محترم صاحبزادہ مرزا اسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہت سقرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ خاکسار۔ منور احمد ناصر کارکن دفتر محاسب قادیان

(۲) خاکسار کی والدہ محترمہ اہلیہ کرم جھکین خان صاحبہ آف سلمیہ رانچ بہار چندیم رانچ ہسپتال میں بیمار بننے کے بعد مورخہ ۲۹ کو وفات پاگئیں۔ انا بلدیہ انا لیتہ را جتوون۔ مرحومہ نے ۱۹۶۵ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ اور اپنی تین بیٹیوں کی شادی قادیان میں کی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ والہا صاحبہ کی مغفرت فرمائے اور صبر جمیل کا حافظہ دنا صبر ہو اور صبر جمیل عطا فرمائے۔

خاکسار۔ مبارک احمد سلمیہ کارکن فضل عمر برہننگ پریس قادیان

حضرت سیدہ نواب احمد علیہ السلام رحمہ اللہ

وفات حضرت آپ پر

مختلف اٹھنوں اور تنظیموں کی طرف سے قرار داد ہے تعزیت!

منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

(نقل ریڈیو لیوننگ انڈیا) رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ ابوہ سے یہ اندوہناک خبر ملی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصلیٰ اولاد میں سے آخری نشانہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحنفیہ بیگم صاحبہ ارسی کو انتقال فرما گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی ولادت ۵ مئی ۱۹۰۲ء کو ہوئی۔ آپ کی ولادت سے ڈیڑھ ماہ پہلے "دُختِ کرام" کا الہام ہوا تھا اور حضور نے حقیقتہً الوحی میں آپ کی ولادت کو نشان الہی شمار فرمایا ہے۔ آپ کے اعلانِ نکاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہور سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ہاؤس کو بلوایا تھا۔ مولانا صاحب نے حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے نکاح کے اس خطبہ میں حضرت محمد مراد کے سناٹ میں یہ بھی بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کا ایک یہ شجر ہے جسے یہ پانچوں جو کہ نسلی سیدہ ہیں یہی ہیں پنجتن جن پر بسنا ہے۔

ان پانچ میں سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وفات پا گئے تو حضرت مرحومہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پنجتن کی تعداد کو قائم رکھا۔

آپ کے شمائل و اخلاق سے ظاہر ہے کہ آپ حقیقتہً ایک غیر معمولی خاتون تھیں۔ نہایت عابدہ و عاکوہ و عابدہ و عاکوہ۔ بے دریغ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والی۔ ایمان و ایقان میں غیر متزلزل۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی تمام تحریکات تعمیر و ترقی اور قادیان میں وافر حصہ لیا۔ اور دیگر مالی تحریکات (چندہ شریک جایداد وغیرہ) میں بھی۔

آپ بطور بیوی اور والدہ بھی ایک بے مثال مقام رکھتی تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کے رفیقِ حیات بڑے بڑے شہید دورہ سے فریش ہو گئے۔ زندہ رہنے کی امید نہ تھی۔ آپ نے ان کی خدمت میں دن رات ایک کر دیا۔ گو ان کو آفاقہ ہو گیا۔ اور وہ اس کے بعد ساڑھے بارہ سال زندہ رہے۔ لیکن اس سال سے طویل عرصہ میں آپ نے اپنی صحت کی پروا نہ کرتے ہوئے جو خدمت کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

بعض خدمات سلسلہ میں آپ عظیم المثال ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر آپ نے طویل عرصہ تک سفر اختیار کر کے ۱۹۶۲ء میں مسجد احمدیہ زیورچ (سویٹزر لینڈ) کا سنگ بنیاد رکھنے کی مساعرت حاصل کی۔ یہ زیورچ کی پانچویں مسجد تھی۔ اس تقریب میں سوئٹزر لینڈ آسٹریا اور ملک زیورچ کے احمدیوں کی شرکت کے علاوہ آپ کی وجہ سے بریلیں، گرنی، دلچسپ، لی۔ اور کثیر تعداد میں ان کے اور ریڈیو کے نمائندگان نے شرکت کی اور ساری کارروائی دیکھاؤ کی گئی بلکہ ریڈیو نے آپ کا ایک خصوصی پیغام بھجوا دیا۔ اس سے غرض آپ نے متعدد دیگر یورپین ممالک کا دورہ بھی کیا جس سے تمام جماعتوں کو تقریریں سنا سنے بہت فائدہ پہنچا تاہم احمدیت میں آپ ابھی تک واپس خاتون ہیں جنہیں مسجد کے سنگ بنیاد رکھنے کا اعزاز ملا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بزرگ مصلیٰ کی وفات پر غم و غمہ میں بیان فرمایا کہ حضرت سیدہ نواب احمد علیہ السلام کی تدفین پر ایک نوزیب

نے چند شعر پڑھے (جن کا ترجمہ خلاصہ یہ ہے) کہ ہائے افسوس ان لوگوں کی جدائی پر جو دنیا کے لئے سورج کا کام دے رہے تھے۔ لوگ ان سے نور حاصل کرتے تھے۔ وہ دنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے۔ وہ شہروں کی طرح آبادی کا موجب تھے۔ بادل تھے۔ پھاڑوں کی طرح استحکام کا موجب تھے۔ مشکلات کے باوجود ان کی وجہ سے ہمیں سکون اور چین ملا۔ جب وہ وفات پا گئے تو ہائے شک بھی نہ رہی گئی۔

مزید حضور نے اس خطبہ میں فرمایا کہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ خطیب ہوں۔ مقرر ہوں۔ یہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی صحبت حاصل ہونے سے اور ان کا قرب رکھتے ہیں انبیاء اور ان کے خلفاء کے بعد دوسرے درجہ پر دنیا کے امن و سکون کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کا وجود ان لوگوں کے لئے برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے غذا ہوں کو روک دیتا ہے اور کھاتا ہے۔ یعنی اس قوم پر رحمت نازل ہو کیونکہ اس میں ہمارا ایسا بزرگ موجود ہے جسے اس عذاب کی وجہ سے تکلیف ہوگی۔ ان کی خاطر دنیا میں امن و سکون ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے اور صحابی کا مقام رکھنے والے اس عام درجہ سے بھی بالا تھے۔

حضرت ممدوحہ ایسے ہی بابرکت اعلیٰ وجود ہیں جسے تمہیں۔ اور آپ کی سفارقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لندن تعزیتی پیغام عرض کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان کا تمام جماعتوں کو کشتی پر اسلحہ اور بڑی جماعتوں کو فون اور تاروں کے ذریعہ اطلاع دی جا رہی ہے اور محرم صاحبزادہ مرزا اکیم احمد صاحب امیر مرقانی بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں نماز جنازہ غائب پڑھائیں گے۔ جماعتوں کو بھی نماز جنازہ غائب ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

خاکسار ملک صلاح الدین

ناظر اعلیٰ قادیان

پیشہ ور فیصلہ ہوا کہ

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ نماز کی جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے حضرت ممدوحہ کے رفیع درجات کے لئے بے عاجزی و غنا کی جا رہی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت احمد علیہ السلام کو اور حضرت احمدیہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت مرحومہ کے نقشبند قدم پر خطبہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

منجانب تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

(نقل فیصلہ ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء) مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۸۷ء صبح لاہور سے ہندوستان فون یہ افسانہ سنا کہ اطلاع ملی کہ ہماری نہایت پیاری اور بزرگ بہن حضرت سیدہ نواب امۃ الحنفیہ بیگم صاحبہ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۸۷ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی پیدائش ۵ مئی ۱۹۰۲ء کو ہوئی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا ہے۔ اور اپنی تصنیف حقیقتہً الوحی میں چالیسویں نمبر پر اس نشان کا ذکر فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں ہی حقیقتہً لڑا کہ اس محمد علی خاندان کی درخواست پر اور حضرت امۃ الحنفیہ رضی اللہ عنہا کے ایک روایا کی بناء پر حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ سے محمد ح کے رشتہ کے لئے رشتہ منازکا اظہار کر دیا تھا۔ اور بعد خلافت ثانیہ آپ کی شادی ۲۲ فروری ۱۹۱۸ء میں محلی میں ہوئی۔ اور سیدنا حضرت امۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا

"با بزرگ و بار ہر دوں اک سے سر ہر دوں"

کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور چھ بیٹیاں عطا فرمائیں۔

جواب خادم دین اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے حق میں ایک دعائیہ نظم میں فرمایا۔

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں۔ یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر پانچ سالہ والی خادم دین
صلیہ اولاد میں سے پانچویں نمبر پر تھیں۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ آپ سلسلہ کی
تحرریکات میں بڑے چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اور بر اعظم یورپ میں
تحرریک جدید کی آفاقی تحرریک کے تحت جب مساجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ تو
یورپ میں تعمیر ہونے والی پانچویں مسجد جو زیورج سوئٹزر لینڈ میں تعمیر ہوئی
کاسنگ بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کے خاص مشاہد کے تحت
آپ کی رکھنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ اس طرح آپ وہ پہلی احمدی خاتون ہیں۔ جن کے
ہاتھوں مسجد احمدیہ زیورج کی بنیاد رکھی گئی۔

محترمہ موصوفہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؑ
کی وصیت کے مطابق کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
انگوٹھی جس پر ایسے اللہ بکاف عبدہ کندہ ہے۔ یہ آئندہ خلفاء کو منتقل
ہو کر رہے خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع
آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ انگوٹھی آپ نے ہی اپنے دست مبارک سے پہنائی۔
آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان اور جماعت احمدیہ کے
لئے سایہ رحمت تھا۔ آپ کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام اور پوری جماعت احمدیہ کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ
کی رضا پر راضی ہیں اور اس کے حضور دعا گو ہیں کہ اس مبارک وجود کی جدائی
سے جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو پورا کرنے کا سامان
کر دے۔ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خاندان
حضرت نواب محمد علی خان صاحب نواب محمد عبداللہ صاحبہ اور پوری جماعت
احمدیہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ محمد و آلہ کو اعلیٰ علیین
میں بلند مقام عطا فرمائے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
قرب خاص میں جبکہ دل سے آئیں

آتم میں ممبران تحریر جدید انجمن احمدیہ

منجانب وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

(نقل ریزلشن ۱۹۸۷ء رپورٹ انچارج وقف جدید کہ یہ انوسٹمنٹ
اطلاع ملی ہے کہ ۲۱ مئی کو بلوہ میں حضرت نواب سیدہ امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ
انتقال فرما گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی ولادت کا ذکر بطور نشان
حقیقۃ الہی میں فرمایا ہے۔ حضور کی معلمی اولاد میں سے آپ آخری یادگار تھیں۔
آپ ایک مثالی اہلیہ اور والدہ تھیں۔ اور عبادت گزار صابر و شاکر اور ہمیشہ
سیدہ احمدیہ کے لئے غیر محدود قربانیاں کرنے والی بزرگ تھیں۔

آپ نے ۱۹۶۳ء میں زیورج (سوئٹزر لینڈ) کی مسجد احمدیہ کاسنگ
بنیاد رکھنے کی سعادت پائی۔ تاریخ احمدیت میں آپ واحد خاتون ہیں جنہوں
نے ایسی توفیق پائی۔

آپ کی وفات سے جماعت احمدیہ میں ایک عظیم ناقابل تلافی خلا پیدا
ہوا ہے۔

خاکسار۔ ملک صلاح الدین

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ

پیشہ ور فنیہ ہوا کہ

انجمن ہذا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع آیدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان
حضرت ممدوحہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی تعزیت
کرتے ہوئے جو عاکر فی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوحہ کو اعلیٰ علیین میں مقام
عطا فرمائے۔ اور حضور اور تمام خاندان حضرت اقدس علیہ السلام اور جماعت
احمدیہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(دستخط ممبران مجلس)

منجانب جماعت احمدیہ قادیان

قادیان ۲۱ مئی ۱۹۸۷ء۔ آج صبح لاہور سے بذریعہ فون یہ اندوہناک
اطلاع موصول ہوئی کہ محترمہ حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ
مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۸۷ء کو بلوہ میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور آپ کی صلیبی اولاد میں سے آخری یادگار تھیں۔ آپ
کی ولادت سے قبل حضور علیہ السلام کو الہام ہوا۔ درود کرام را البدر
۱۱ مئی ۱۹۰۴ء میں جناح امی بشارت الہی کے مطابق آپ کی پیدائش مورخہ
۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی
ولادت کو اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی ص ۱۸ میں اپنی صداقت کا چالیسواں نشان
قرار دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی حضرت ام المؤمنینؑ کے ایک رویا کے
مطابق حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی درخواست پر ان کے صاحبزادے محترم
نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ محترمہ سیدہ موصوفہ کے رختے کی رضا مندی
فرما فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ کی بلوغت کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ رضی
اللہ عنہ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راغبی کو خاص طور پر لاہور سے
بلوا کر محترمہ موصوفہ کا نکاح مورخہ ۲۵ جون ۱۹۱۵ء کو ان سے پڑھایا جس میں
آپ نے حضرت سیدہ موصوفہ کے مناقب کا ذکر فرمایا۔ اور ۲۲ فروری ۱۹۱۶ء
میں آپ کی شادی علی میں آئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادوں اور سچے
صاحبزادیوں سے نوازا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں۔ یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے
لیکن اس کے بعد حضورؑ کے صاحبزادے میاں مبارک احمد صاحب کی وفات ہو گئی
تو محترمہ موصوفہ کے وجود سے حضورؑ کے خاتم دین اولاد پانچ کی تعداد کی تکمیل ہو گئی۔
حضرت نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت عالمہ اور دعاگو
خاتون تھیں۔ جماعتی تحریکات میں ہمیشہ بڑے حصہ لیتی رہیں۔ تعمیر مساجد
کے لئے جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کی مستورات کو حصہ لینے
کی تحریک فرمائی تو آپ نے بھی اس میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ اسی طرح آپ کو
یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؑ کی بیماری کے دوران حضورؑ
کے ارشاد پر سوئٹزر لینڈ میں زیورج کی مسجد کاسنگ بنیاد آپ ہی کے ہاتھ
سے رکھا گیا جو جماعتی تاریخ میں پہلی مثال تھی کہ ایک خاتون نے مسجد کاسنگ
بنیاد رکھا۔

آپ نہایت صابر و شاکر اور اپنے خاندان کی نہایت خدمت گزار خاتون تھیں
حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی طویل علالت کے دوران بارہ سال تک
مسلل نہایت ہی مستعدی اور خدمت سے ان کی خدمت فرماتی رہیں۔

محترمہ موصوفہ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعود علیہ السلام
المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
"ایسے اللہ بکاف عبدہ" والی تاریخی انگوٹھی آئندہ خلفاء کو منتقل ہوتی ہے
کی حضرت سیدہ موصوفہ نے خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح
الرابع آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ انگوٹھی اپنے دست مبارک سے پہنائی۔

جنوری ۱۹۸۷ء میں کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع آیدہ اللہ تعالیٰ نے رویا میں
تین مختلف سلسلہ نگار سے دیکھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے حضرت
نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ جس کی تعبیر حضور
نے یہ فرمائی کہ مشکلات تو آئیں گی لیکن اللہ تعالیٰ جماعت کی حفاظت فرمائے گا۔

بہر حال آپ کا وجود اللہ تعالیٰ کا ایک نشان اور جماعت کے لئے نہایت ہی
بارکت تھا۔ آپ کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت
احمدیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ۔ بھاری صدمہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اور
اس لحاظ سے ہمارا غم و دکھ ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صلیبی
اولاد میں سے آپ واحد فرد ہیں جن کی وفات کے وقت خلیفۃ المسیح وہاں پر

بھرمہ العزیز اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ افراد خاندان کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔
ہم ہیں اراکین و مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ قادیان۔ بھارت
(مورخہ ۷ مئی ۱۹۸۷ء)

منجانب لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

آج صبح فون پر ملنے والی یہ افسوسناک اطلاع درویشان قادیان پر بجلی کی طرح گرا اور ان کے دلوں کو جزیر بن گئی کہ حضرت نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بڑانے والا ہے سب سے پیارا۔ اسی ہے اسے دل تو جاں فدا کر
حضرت نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشرو اولاد ہیں سب سے جموٹی اولاد ہیں۔ آپ کی پیدائش کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مئی ۱۹۰۴ء میں الہام ہوا، ”دُخْتُ کَرَام“
چنانچہ اس الہام کے چند دن بعد آپ ۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام امتہ الحفیظہ بیگم رکھا گیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو کتاب حقیقۃ الوحی میں آپ کو اپنی صداقت کا چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔ حضرت سیدہ محمدہ کا نکاح حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیگم کے دوسرے صاحبزادے تھے ۷ مارچ ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی ہدایت کے مطابق آپ کا خطبہ نکاح حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجپوت نے پڑھا۔

دو سال کے بعد مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۰۶ء کو آپ کی تقریب رخصتہ عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۳ فرزند اور سب صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔ محترمہ صاحبزادی طیبہ بیگم صاحبہ محترم خان عباس احمد خان صاحب محترمہ صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادی ذکیہ بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادی نسیبہ بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادی شاہدہ بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادہ شاہد احمد صاحب محترمہ صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ محترمہ صاحبزادہ میاں مصطفیٰ احمد خان صاحب حضرت سیدہ مرحومہ بہت دُعاگو۔ نمازوں کی بے حد پابند۔ خلافت کے ساتھ بے حد محبت رکھنے والی اور جماعت کے لئے ایک دردمند دل رکھنے والی خاتون تھیں۔
۱۹۳۹ء میں نواب امتہ احمدیت کے لئے سوت کاٹنے والی صحابیات میں آپ بھی شامل تھیں۔ فانی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ ہر تحریک میں دلی جذبہ کے ساتھ حصہ لیتیں۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۶۲ء کے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود نے جماعت کے سامنے اپنی جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے حضرت سیدہ مرحومہ نے اپنی ۲۲ گھاڑیں زمین وقف کر دی۔

آپ وہ پہلی مبارک خاتون تھیں جنہوں نے مسجد نوریورگ کی بنیاد اپنے بابرکت ہاتھوں سے رکھی۔ آپ کو احباب جماعت سے بہت محبت تھی۔ تقسیم ملک کے بعد قادیان سے جانے والی درویش مستورات جب آپ سے ملنے جاتیں تو آپ بے حد محبت اور شفقت سے پیش آتیں اور احوال دریافت فرماتیں بچوں کو پیار کرتیں اور خاص وقت بیتیں۔

ناب آپ کافی عرصہ سے بوجہ بیماری دلی لیسر سے نہ اٹھ سکتی تھیں اس حالت میں بھی جب کوئی قادیان کی درویش بہن ملنے پہنچتی تو قادیان کا نام سنیتے ہی فوراً اندر بلا بھیجتیں اور حال پوچھتیں۔ آپ کی وفات سے جماعت ایک بہت بابرکت اور دُعا میں کرنے والے وجود سے محروم ہو گئی ہے۔ ہم تمام عہدیداران لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نیز تمام لجنات بھارت کی طرف سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے جلا جائے اور اپنے فضل سے آپ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین اللہم آمین۔

اخبار مسکری کی اعانت امر احمدی کا جماعتی فریضہ ہے۔

موجود نہیں ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اور اس افسوسناک صدمہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کے جملہ افراد خاندان سے انتہائی دکھی اور غمین دلوں سے تعزیت کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مرحومہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور آپ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے اور تمام افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ہم ہیں افسراد جماعت احمدیہ قادیان۔ ۷ مئی ۱۹۸۷ء

منجانب اراکین و مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ قادیان۔ بھارت

قادیان سے مئی ۱۹۸۷ء۔ آج صبح لاہور سے بذریعہ فون یہ المناک اطلاع موصول ہوئی کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بشارتیں اولاد میں سے آخری نشان حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۴ء المبارک مطابق ۷ مئی ۱۹۸۷ء کو ربوہ میں وفات پا کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نور اللہ موقدھا و اعلیٰ اللہ درجہ فیہا فی العلیین۔

حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی ولادت سے قبل مئی ۱۹۰۴ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام ”دُخْتُ کَرَام“ کے الفاظ میں بشارت عطا ہو گئی تھی۔ اس الہی بشارت کے مطابق ۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو حضرت سیدہ محمدہ کی ولادت ہوئی۔ چنانچہ اس نشان کے پورا ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۱ پر چالیسویں نشان میں فرمایا ہے۔

پھر آپ کے رشتے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُم المؤمنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں روایا کے ذریعے نشان دہی فرمادی تھی۔ چنانچہ اس الہی بشارت کے مطابق حضرت الموعود رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت سیدہ محمدہ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے عمل میں آئی۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اس سعادت پر آخر دم تک فخر کرتے رہے۔ چنانچہ ایک موقع پر فرمایا۔ ”میں اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو بیٹیوں کا خادم سمجھتا ہوں۔“ جن میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک کو میرے والد اور ایک کو میرے سپرد کیا ہے؟

(اصحاب احمد جلد ۱ ص ۷۵)
حضرت سیدہ محمدہ کو خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں سوئٹزرلینڈ میں سجد زورگ کاسنگ بنیاد رکھنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ اور خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایس اللہ بکافی عبدہ والی بابرکت الگو تھی سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایدہ اللہ تعالیٰ کی انگلی میں پہنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ محمدہ کو تین صاحبزادے اور سب صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن کی کثیر اولاد بقیہ نوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت دُعا در بابرگ دبار ہودیہ ایک سے ہزار ہودیہ

کا زندہ ثبوت ہیں۔
حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات جماعت کے لئے ایک المناک سانحہ اور ایک عظیم خلاء ہے۔ ایسے بابرکت وجود جو قوموں کے لئے تعویذ کی حیثیت رکھتے ہیں روز بروز نہیں پیدا ہوتے۔ لیکن ہم خدا کی تقدیر پر راضی ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ محمدہ کو اعلیٰ علیین میں ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے اور جماعت کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

اس اندوہناک سانحہ احوال پر ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایدہ اللہ تعالیٰ

افضل الذکر لہذا لا اله الا الله

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

مخانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چٹ پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475

RESI. 273903

CALCUTTA - 700073.

الْخَيْرُ مَكْلَةٌ فِي الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت سید موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE - 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ہر طرف فکر کو دور کر کے تھکا پھارنے والے کوئی دین مٹا سنا پایا ہم نے

راچوری ایکٹریکلس (ایلیکٹریک کنٹریکٹرز)

RAICHURI ELECTRICALS,
(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6, GROUND FLOOR

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY

ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE - 6348179 }
RESI - 629389 } BOMBAY - 400099.

ہو اللہ خدا کے فضل اور رحمت کے ساتھ صبر و

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الوقت جوبلز

۱۶ نیو برنس فیلڈ کلا تھار کیٹ جہد ری شہابی ناظم آباد کراچی
(فون نمبر: ۶۱۷۰۶۹)

نظم پیا و حشر ائمہ الحفیظہ کیم و شرمہدرا آخر زمان علیہ السلام

احمدی دنیا ہوئی ہے کس غم میں بے قرار
مشعل کاشانہ کو آب عبد اللہ خاں
زینت اغوش شفقت سیدہ نصرت بہاں
نجم اللہ نواب صاحب کی تھیں وہ پیاری بہو
مصلح موعود، قمر الانبیاء، امرزائے شریف
محو دل سے کر سکے گی کیسے قوم احمدی
”آہ! روز چار شنبہ بود ہر ماسخت تر“
زلزلہ سا آگیا جنبش میں تھی سطح زمیں!
تھا الم ایسا کہ پرمردہ ہوئے باغوں میں پھول
فضل مولیٰ نے عطا کی آپ کو عسیر طویل

ان کی رحلت ہے یقیناً ایک قومی حادثہ

مہدی آخر زمان کی آخری بختیں یادگار

صدق دل سے یہ دعا کرتے ہیں جملہ احمدی
گلستان احمدیت چھوٹا پھلدار ہے
ہو خلافت کی وفا سرمایہ نہد حیات
صدق دل سے عاجز محزون کی یہ التجا!

کر حفاظت کل جماعت کی ہمیشہ یا حفیظ!

از طفیل شاہ لطیف سید والا تبار



سنت موعود کا:۔ سید ادریس احمد عاجز کرانی۔ نزیل دیوبند

ارشاد باری تعالیٰ:۔

شَهِرُ مَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ
رمضان کا مہینہ وہ (بابرکت مہینہ) ہے جس میں قرآن اتارا گیا!
(طالب علم)

AUTOWINGS,

13 - SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS - 600004.

PHONES { 76360

74350

طوبی

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چیل نیزر بر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

21st MAY 1987.

KHILAFAT NUMBER

PRICE Rs. 2-00.

BANI[®]

موٹر گاڑیوں کے ربر پارٹس



1956-1981



ESTABLISHED 1958

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)

CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 23-1574 CABLE : AUTOMOTIVE

طالبان دُعا : ظفر احمد بانی، مظفر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محسود احمد بانی
 پسران میان محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و منفور